چلو ہم ساتھ چلتے ہیں
www.FreePdfBooks.org
صائمہ اکرم چوہدری
www.FreePdfBooks.org

ناول

چلو ہم ساتھ چلتے ہیں

صائمہ اکرم چوہدری

کمرے میں اندر داخل ہوتے ہی پورے جسم کو سکون کا احساس ہوا۔ایک انگیٹھی میں کافی سارے کوئلے دہک رہے تھے جنہوں نے کمرے کا ماحول خاصا گرم کر رکھا تھا۔سامنے پلنگ پر اس کی پھپھو گہری نیند سو رہی تھیں۔وہ خاموشی سے آ کر بیٹھ گیا اور گرین ٹی پینے لگا۔وہ کسی سوچ میں گم تھی۔خالی کپ رکھ کر وہ کھڑا ہوا تو بسمہ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔اسکی ایک نظر میں عجیب سا جہان آباد تھا۔وہ گھبرا کر کمرے سے نکل گیا۔وہ اسکے پیچھے آئی تھی،احیان کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ اُسے کچھ کہنا چاہتی ہو......

''آخر یہ چیز کیا ہے بسمہ خالد۔۔۔؟؟؟''احیان نے جھنجھلا کر ہاتھ میں پکڑا پیپر ویٹ میز پر رکھا اور اپنے بزنس پارٹنر عماد کو دیکھا،جو پریشانی کی کیفیت میں اپنی ناپسندیدہ بلیک کافی کا دوسرا کپ پی رہا تھا اور اسے ذرا بھی اس چیز کا احساس نہیں تھا۔

''وہ خاصی ''پہنچی'' ہوئی چیز ہے،یہ ناچیز لفظوں میں نہیں بتا سکتا۔۔۔''عماد نے طنزیہ لہجے میں کہہ کر لمبا سانس لیا اور اضطراری کیفیت میں اپنے ماتھے کو دو انگلیوں سے سہلانے لگا۔احیان نے کھا جانے والی نگاہوں سے اپنے بزنس پارٹنر کو دیکھا جس نے اتنی ایمرجنسی نافذ کی تھی کہ اُسے اپنا چھ مہینوں کا امریکہ کا ٹرپ مختصر کر کے تین ماہ میں واپس آنا پڑا۔دونوں نے نیا نیا ہی بزنس اسٹارٹ کیا تھا۔

''یار کچھ تو بتاؤ،آخر پتا تو چلے اُس محترمہ کے بارے میں۔۔۔''احیان کو اب عماد پر غصہ آنے لگا۔

''نیکسٹ پیشی پر عدالت میں جا کر دیکھ لینا،قد تو اُس کا ساڑھے پانچ فٹ لیکن زبان پوری چھ فٹ لمبی ہے،اور جب شالیمار ایکسپریس کی طرح چلتی ہے تو کہیں انجن بھی فیل نہیں ہوتا اس کم بخت کا۔''عماد اپنے مخالف پارٹی کی وکیل پر بُری طرح تپا ہوا تھا۔

''تو تم بھی کوئی ڈھنگ کا وکیل کر لیتے۔۔۔''احیان نے منہ بنا کر مشورہ دیا۔

''تم نے اُس مکار لڑکی کی قینچی کی طرح چلتی زبان نہیں دیکھی،اپنے اچھے خاصے گھاگ وکیل کو کمرہ عدالت میں انگلیوں پر نچا رہی ہے۔۔۔''عماد جل کر بولا۔

''اچھا گھگو گھوڑا ڈھونڈا ہے تم نے،جو فوراً ناچنے کو بھی تیار ہو جاتا ہے۔۔''احیان کو عماد کے وکیل پر غصہ آیا۔

''یار قصور اُس بیچارے کا نہیں ہے،وہ آتی ہی اتنی تیاری کیساتھ ہے۔۔۔''عماد نے اپنے وکیل کی سائیڈ لی۔

''تو تم نے ایسا نالائق وکیل ہائر ہی کیوں کیا، جو منہ اٹھا کر بغیر تیاری کے اپنا مذاق بنوانے آ جاتا ہے۔۔۔'' احیان کے پاس بھی ہر بات کا جواب تھا۔

''تو ٹھیک ہے تم ڈھونڈ لو، خود تو امریکہ جا کر بیٹھ گئے۔۔'' عماد غصّے میں بلیک کافی کا تیسرا کپ بنانے لگا۔

''میرا تو دماغ ہی کام نہیں کر رہا، کروڑوں کا معاملہ ہے یار، ڈیڈی تو قتل کر دیں گے مجھے۔'' احیان کو ایک اور خوف لاحق ہوا۔

''اور میرے پاپا تو ڈی چوک میں کھڑا کر کے ڈائریکٹ پھانسی دیں گے مجھے۔۔'' عماد جھنجھلا کر کھڑا ہوا۔

''کتنا منع کیا تھا ڈیڈی نے علیحدہ بزنس کرنے سے۔۔۔'' احیان کو ساری چیزیں ایک ایک کر کے یاد آنے لگیں۔

''اور مجھے تو پاپا نے کہا تھا انشاءاللہ روتے ہوئے واپس آؤ گے۔۔۔'' عماد اب باقاعدہ آفس میں ٹہلنے لگا۔

''معاف کرنا یار، تمہارے پاپا کی زبان خاصی ''کالی'' واقع ہوئی ہے۔۔۔'' احیان نے اپنے بیسٹ فرینڈ کو چڑایا۔

''تمہارے ڈیڈی کی زبان سے جتنے پھول جھڑتے ہیں، وہ بھی دیکھ رکھے ہیں میں نے۔۔۔'' عماد نے طنزیہ نظروں سے اُسے دیکھا جو رات ہی پاکستان پہنچا تھا۔ احیان نے اسکا طنز تحمل سے برداشت کیا اور قدرے سنجیدگی سے پوچھا۔

''نیکسٹ پیشی کب ہے۔۔۔؟؟؟''

''نیکسٹ منڈے۔۔۔ لیکن میں ہرگز نہیں جاؤں گا اپنا خون جلانے۔۔۔'' عماد پریشانی کے عالم میں ایک دفعہ پھر سیٹ پر بیٹھ کر کافی پینے لگا۔

''تم لوگوں کو ضرورت ہی کیا تھی، اپنی فیکٹری کے لیے وہ متنازعہ زمین خریدنے کی۔۔'' اُس دن وہ شام کو اپنا غم غلط کرنے داجی کی اسٹڈی میں پہنچ گیا۔ جنہوں نے سارا قصّہ سننے کے بعد آرام سے اپنا سگار سلگایا لیکن اس سے زیادہ تو احیان غصّے سے سلگ اٹھا۔۔

''آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں، جیسے اُس زمین پر سارے وارثوں کے بڑے بڑے پوسٹرز لگے ہوئے تھے اور ہم حاضری رجسٹر اٹھا کر ون بائے ون سب کی اٹینڈنس لگاتے اور پھر آگے کارروائی کرتے۔'' وہ جل کر کھڑا

ہوااوراپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ٹہلنے لگا۔

داجی نے مسکرا کراپنے سب سے لاڈلے اور چھوٹے پوتے کو دیکھا جسکا بزنس ایڈمنسٹریشن کی ڈگری کے بعد پہلا تجربہ ہی خاصا تلخ واقع ہوا تھا۔اس لیے تواُسے آجکل بات بے بات غصہ آرہا تھا۔

''پھر بھی، یہ آہستہ آہستہ اُس زمین کے اتنے وارث کہاں سے اُگنے لگے۔۔۔'' داجی نے عینک کا شیشہ صاف کرتے ہوئے اُسے مزید چڑایا۔

''ہمیں تو خود تب پتا چلا جب باقی وارثوں نے کیس کیا ہمارے اوپر۔۔۔؟'' اُس نے منہ بنا کر مزید کہا۔''دن میں تارے دکھادیے ہیں انہوں نے ہمیں۔''

''اب اس مسئلے کا کوئی حل۔۔۔''؟؟؟ داجی کو تشویش لاحق ہوئی۔

''جو بھی حل نکالتے ہیں وہ فسادی لڑکی،ایک منٹ میں اس کے بخیے ادھیڑ دیتی ہے۔۔۔''احیان تپ کر بولا۔

''کون لڑکی۔۔۔؟؟؟'' داجی حیران ہوئے۔

''مخالف پارٹی کی وکیل محترمہ بسمہ خالد مغل صاحبہ۔۔۔'' احیان نے ایسے چبا چبا کر اُسکا نام دہرایا، جیسے حقیقت میں اُسے دانتوں تلے چبا رہا ہو۔

''بسمہ خالد مغل؟'' داجی بُری طرح چونکے۔''فاروق ایسوسی ایٹس'' کے چیمبر میں بیٹھتی ہے ناں۔؟''

''آپ کیسے جانتے ہیں۔۔۔''؟ احیان کو حیرت کو جھٹکا لگا کیونکہ اسے علم تھا پچھلے دس سال سے داجی بزنس سے بالکل کٹ کر گھر تک محدود ہو کر رہ گئے تھے۔

''وہ ہی ہے۔۔۔؟؟؟'' داجی کے لبوں پر ایک پراسراری مسکراہٹ ابھری۔

''ہاں۔۔۔ہاں سو فیصد وہی ہے۔موسٹ جونیئر لیکن حد درجہ شارپ۔۔۔''

''تم ملے ہو اس سے۔۔۔؟؟؟''

''نہیں۔۔۔''

''تو جاؤ، جا کر ملو اُس سے،اور کہنا شاہ جی نے بھیجا ہے۔۔۔'' داجی کی بات پر اُس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

''آگے سے اُس نے پوچھ لیا کہ کون شاہ جی۔۔۔؟؟؟''

''نہیں پوچھے گی۔۔۔'' داجی اب کھل کر مسکرا رہے تھے۔احیان کو ان کی ذہنی حالت پر کچھ شک ہوا۔

''ایک لفظ بھی نہیں پوچھے گی۔۔۔۔۔'' داجی کی بات پر وہ مزید مشکوک ہوا۔
''کوئی خفیہ شادی وادی تو نہیں کر رکھی آپ نے۔۔۔''؟؟؟ اُس کے شکی لہجے پر داجی بے اختیار ہنسے۔
''گدھے اُس کی عمر چوبیس پچیس سال ہوگی اور میری سب سے بڑی پوتی عمارہ اس وقت تیس سال کی ہے۔''
''لیکن۔۔۔۔؟؟؟'' وہ شش و پنج کا شکار رہا۔
''تمہارا پرابلم حل ہو جائے گا۔ ہنڈرڈ پرسنٹ گارنٹی ہے۔۔۔'' داجی نے اُسے مزید لالچ دیا۔
''عماد بتا رہا تھا بہت اصول پسند ہے۔۔۔'' احیان نے ہلکا سا جھجک کر کہا۔
''کہا ناں۔۔۔۔ کچھ نہیں کہے گی۔۔۔'' داجی اب پر سکون تھے۔
''پھنسوا مت دیجئے گا کسی چکر میں۔۔۔۔'' اسکا دل تو نہیں مان رہا تھا لیکن معاملہ کروڑوں کا تھا اس لیے اپنے دل کو ایک سائیڈ پر بیٹھا کر سوچنا ہی پڑا۔

اُسکے داجی سید مجتبیٰ علی شاہ کے دو بیٹے سجاد علی اور مراد علی تھے۔ بڑے بیٹے سجاد علی کی صرف ایک بیٹی عمارہ تھی جو شادی کے بعد لاہور میں مقیم تھی۔ جبکہ چھوٹے بیٹے مراد علی کے تین بیٹے حمزہ، بلال اور احیان تھے۔ جن میں حمزہ اور بلال شادی شدہ اور باپ کے ساتھ بزنس میں مکمل ہاتھ بٹا رہے تھے، لیکن احیان کو شروع سے اپنی راہیں خود نکالنے کا شوق تھا اور وہ مراد صاحب کی مخالفت کے باوجود اپنے دادا کی مکمل حمایت کے ساتھ علیحدہ بزنس اپنے بہترین دوست عماد کے ساتھ شروع کر چکا تھا۔ لیدر فیکٹری کے لیے خریدی جانے والی زمین ان کے لیے وہ نوالہ بن چکی تھی جسے نہ وہ نگل سکتے تھے اور نہ اگل۔۔۔۔

سجاد علی اور مراد علی کی بیویاں آپس میں سگی بہنیں تھیں اور شہر میں ایک پرائیوٹ انگلش میڈیم سکول بڑی کامیابی کے ساتھ چلا رہی تھیں۔ مراد علی کو اپنے سب سے چھوٹے بیٹے احیان سے کافی شکایتیں تھیں۔ وہ ضد کر کے پڑھنے کے لیے باہر گیا اور واپس آ کر اپنا علیحدہ بزنس شروع کرنے کا اعلان کر کے اُس نے اپنے باپ اور تایا کو حیران کم اور پریشان زیادہ کر دیا تھا۔ دادا کی اسپورٹ کی وجہ سے احیان کے اکثر مسائل آسانی سے حل ہو جاتے تھے، لیکن متنازعہ زمین کے مسئلے نے دونوں دوستوں کی راتوں کی نیندیں حرام کر رکھی تھیں۔ دونوں ہی اپنے والدین سے یہ بات چھپائے ہوئے تھے اور اپنے طور پر حل کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

☆......☆......☆

اُس نے سر اٹھا کر سرخ اینٹوں سے بنی قدیم اور جدید امتزاج کی حامل عمارت کو سرسری سی نگاہ سے دیکھا۔ اس پانچ منزلہ عمارت کی دلکشی میں ایک محسوس کیے جانے والی متانت اور سنجیدگی تھی۔اس کے سامنے لش گرین کلر کا خوبصورت لان تھا جس کی کانٹ چھانٹ اور پودوں کی ترتیب سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔اُس نے ایک توصیفی نگاہ لان پر ڈالی اور اس کی سلور ہنڈا سوک اب اُس بلڈنگ میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔۔

اس کے داخلی دروازے کے پاس ایک خاص ترتیب میں سفید سنگ مرمر کے گملے رکھے گئے تھے جس نے اردگرد کے ماحول کی خوبصورتی کو دو گنا کر دیا تھا۔لان کے انتہائی بائیں طرف وسیع و عریض پارکنگ تھی۔ جہاں اس وقت ویک اینڈ ہونے کی وجہ سے گاڑیوں کی تعداد خاصی کم تھی۔

احیان نے انتہائی سنجیدگی سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ باہر نکل کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اپنا لیپ ٹاپ والا بیگ اور اس کے اوپر رکھا چشمہ اٹھایا۔ اُس کے چہرے پر دنیا جہاں کی اکتاہٹ تھی۔ کسی ناپسندیدہ شخصیت سے ملاقات کا تصور جتنا بیزار کن ہوتا ہے اُس سے کئی گنا بیزاری احیان کے چہرے پر ٹپک رہی تھی۔۔

بلیک کلر کے اٹالین سوٹ میں اسکا قد خاصا لمبا اور شخصیت میں محسوس کی جانے والی بے نیازی تھی۔ باہر نکلتے ہی اس نے آنکھوں پر سلور کلر کا چشمہ لگایا اور بریف کیس اٹھا کر گاڑی کو لاک کیا۔سفید سنگ مرمر کی روش پر بیزاری سے چلتے ہوئے وہ اس عمارت کی طرف بڑھا۔گلاس وال کا بنا دروازہ اندر کی جانب دھکیل کر وہ جیسے ہی عمارت میں داخل ہوا اے سی کی خوشگوار ٹھنڈک میں کسی دلفریب ایئر فریشنر نے اُس کا استقبال کیا۔۔۔۔

ریسپشن پر ایک اکتائی ہوئی لڑکی نے اس ڈیشنگ پرسنالٹی کے حامل شخص کو اندر آتے دیکھا تو فوراً ایکٹو ہو کر کھڑی ہو گئی۔اُس کے چہرے پر بڑی پرفیشنل قسم کی مسکراہٹ پھیلی۔وہ اب سوالیہ نگاہوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

''فاروق ایسوسی ایٹس کا آفس کس فلور پر ہے۔''؟ وہ پہلی دفعہ آیا تھا وہاں۔

''تھرڈ فلور پر رائیٹ کوریڈور میں۔۔۔''اُس نے مسکرا کر اس کی رہنمائی کی۔

''آپ کو وہاں کس سے ملنا ہے؟۔''اُس لڑکی نے بڑے خوشگوار انداز سے پوچھا۔

''ایڈوکیٹ بسمہ خالد سے۔۔۔''وہ سپاٹ سے انداز سے کہہ کر لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

''بہت ہی روڈ بندہ ہے۔۔۔''ریسپشن پر موجود لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے سوچا اور اپنے کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''واہ۔۔۔احیان مراد اب تم پر یہ وقت بھی آنا تھا۔۔۔۔۔'' لفٹ میں سوار ہو کر اُس نے خود کو کوسا۔

''دھیان سے جانا، بسمہ خالد بولتے ہوئے کسی کا لحاظ ذرا کم ہی کرتی ہے۔۔۔'' لفٹ سے باہر نکلتے ہوئے اُسے اپنے بزنس پارٹنر عماد کی بات یاد آئی تو دل میں کوفت کا احساس مزید بھر گیا۔

قطار میں بنے ہوئے آفسز پر ناموں کی تختیاں پڑھتے ہوئے وہ فاروق ایسوسی ایٹس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ یہاں آنا نہیں چاہتا تھا لیکن آ چکا تھا۔ جیسے ہی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ریسپشن پر موجود لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ سامنے ایک اور کوریڈور تھا، جہاں دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے آفسز بنے ہوئے تھے یہ سب اس چیمبر میں بیٹھنے والے ایڈووکیٹس کی پرائیویسی کے خیال سے بنائے گئے تھے۔ سامنے ایک میٹنگ ہال تھا۔

''بسمہ خالد کا آفس کہاں ہے۔۔۔'' اُس کے سنجیدہ سے انداز پر ریسپشن پر موجود لڑکی نے دائیں کوریڈور کی طرف اشارہ کیا۔ وہ فوراً اس سائیڈ پر مڑا تو پہلے ہی دروازے پر اس کا نام دیکھ کر اس نے ہلکا سا ناک کیا اور اندر داخل ہوا۔ سامنے ایک نازک سی ینگ لڑکی کو دیکھ کر اُسے جھٹکا سا لگا۔

''یہ چھٹانک بھر لڑکی بھی کسی کو ناکوں چنے چبوا سکتی ہے۔۔۔'' اُس کے ذہن میں پہلی سوچ یہی ابھری تھی۔

''مجھے ایڈووکیٹ بسمہ صاحبہ سے ملنا تھا۔۔۔'' احیان کے لیے اتنی کم عمر وکیل کو ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا ۔اس لیے اُس نے اپنی تسلی کرنے کے لیے پوچھ ہی لیا۔

''جی میں ہوں بسمہ۔۔۔'' اُس نے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''مجھے احیان مراد کہتے ہیں، میں نے کل ریسپشن پر بارہ بجے اپائنمنٹ کے لیے اپنا نام لکھوایا تھا۔۔۔'' اس نے وال کلاک پر ایک نظر ڈال کر اُسے جتایا۔

''اوہ یس۔۔۔۔'' اُس نے ہلکا سا ہاتھ اپنی پیشانی پر مار کر اپنی یادداشت کو کوسا اور جلدی سے میز پر رکھا اپنا چشمہ ٹشو سے صاف کرنے لگی۔۔

''ایم سوری میرے ذہن سے ہی نکل گیا۔۔۔'' اُس نے چشمہ لگاتے ہوئے سنجیدگی سے وضاحت دی تو طلحہ کو محسوس ہوا کہ گلاسز کی وجہ سے وہ اب اتنی بھی کم عمر دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ جتنی گلاسز کے بغیر لگتی تھی۔

''اٹس او۔کے۔۔۔'' اُس نے بھی فارمل انداز میں کہہ کر اس کے آفس کا انٹیریئر دیکھا۔ جس میں سفید اور گرے رنگ نمایاں تھا۔ اس کی سیٹ کے پیچھے ایک دیوار گیر الماری تھی جو قانون کی موٹی موٹی کتابوں سے

بھری ہوئی تھی۔۔۔

''چائے لیں گے یا کافی۔۔۔'' اُس نے بڑے فارمل انداز سے گفتگو کا آغاز کیا۔

''نو تھینکس۔۔۔۔'' احیان نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

''جی فرمایئے آپ کسی کیس کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔''؟؟؟ بسمہ نے ہلکے پھلکے انداز سے پوچھا تو احیان کو اپنے پارٹنر کی ساری باتیں مبالغہ آرائی پر مشتمل لگنے لگیں جو اس نے اس معصوم سی لڑکی کے بارے میں پھیلا رکھی تھیں۔

''میں آپ سے کسی نیو کیس کے سلسلے میں بات کرنے نہیں آیا۔'' اُس نے سنبھل کر بات کا آغاز کیا۔۔۔

''میرا تعلق سٹار گروپ آف کمپنیز سے ہے۔۔۔۔'' اس بات پر وہ زبردست انداز سے چونکی اور اس کا چہرہ ہلکا سا تناؤ کا شکار ہوا۔

''دیکھیں اگر آپ اس متنازعہ زمین کے کیس کے بارے میں بات کرنے آئے ہیں تو ایم سوسوری آپ ہمارے کلائنٹ نہیں ہیں۔'' اس نے بے رخی کے سارے ریکارڈ ایک لمحے میں توڑے۔ احیان کا چہرہ خفت کے گہرے احساس سے سرخ ہوا۔ اُسے پہلی دفعہ اندازہ ہوا، اتنے معصوم چہرے کے پیچھے کتنی خطرناک زبان چھپی ہوئی ہے۔

''میں اُس موضوع پر بات کرنے ''ہرگز'' نہیں آیا۔۔۔۔۔'' اُس نے بمشکل تحمل بھرے انداز سے کہا۔

''پھر۔۔۔۔؟؟؟'' اس کا انداز سر سر آیان کو توہین آمیز لگا۔

''مجھے شاہ جی نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔۔۔'' اُس نے اپنی جیب سے وہ طلسم نکال کر اس پر پھونک ہی دیا۔ جس کے بارے میں دا جی کا خیال تھا سارے دروازے کھل جا سم سم کی طرح کھلتے جائیں گے۔

''کیا۔۔۔؟؟؟'' بسمہ کو شاک لگا۔ اُس نے سخت تعجب اور بے یقینی سے اس کی جانب دیکھا۔ جس نے گویا کمرے میں صور پھونک دیا ہو۔

''آپ کو شاہ جی نے بھیجا ہے۔؟؟؟'' اُس نے بڑی سرعت سے خود کو سنبھالا۔ اب اس کے لہجے میں ترشی کی بجائے نرمی اور نظروں میں تلخی کی بجائے عقیدت تھی۔

''جی۔۔۔ آپکو کوئی شک ہے تو ان کو کال کر کے پوچھ سکتی ہیں۔۔۔'' احیان کو اسکے گرگٹ کی طرح رنگ

بدلنے پر حیرت ہوئی۔

''میرے پاس ان کا کوئی کونٹیکٹ نمبر نہیں ہے۔۔'' اُس کے جواب نے اب احیان کو حیران کیا۔ جب کہ وہ ایک لمحے کے توقف کے بعد گویا ہوئی۔

''ان کا اسٹار گروپ آف کمپنیز سے کیا تعلق ہے۔؟؟؟''۔ وہ اب حقیقتاً پریشان دکھائی دے رہی تھی۔

''ان کا نہیں میرا تعلق ہے۔۔۔۔'' احیان کے منہ سے پھسلا۔

''آپ کا ان کے ساتھ کیا ریلیشن ہے۔۔۔؟'' اُس نے بے چینی سے پہلو بدل کر پوچھا۔

''میرے گرینڈ فادر ہیں وہ۔۔۔'' احیان کی بات پر اُس کے چہرے کی رنگت متغیر ہوئی۔

''اوہ آئی ایم سوری۔۔۔'' وہ بمشکل مسکرائی۔ ''میرے خیال میں ہمیں اب اس کیس پر بات کر لینی چاہیے۔ میں کیا ہیلپ کر سکتی ہوں آپکی۔؟'' وہ فوراً اٹھی اور دیوار میں ایک ترتیب سے بنے کیبنٹس میں سے ایک فائل نکال کر لے آئی۔۔۔

''میں نے آپ سے کہا تھا ناں، میں اُس کیس پر بات کرنے نہیں آیا۔۔'' گیند اب احیان کے کورٹ میں تھی، اُس نے بڑی مہارت سے شارٹ لگایا اور کھڑا ہو گیا۔ بسمہ نے حیرانگی سے اُس شخص کو دیکھا۔ جب کہ اس کے چہرے کی حیرانگی اور بوکھلاہٹ احیان کو لطف دے رہی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ کاش عماد بھی اس کے ساتھ ہوتا اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھتا تو شاید اُس کی اتنے دنوں کی اذیت میں کمی آ جاتی۔

''بیٹھ جائیں، مجھے اندازہ ہو چکا ہے، شاہ جی نے آپکو میرے پاس کیوں بھیجا ہے۔؟؟'' وہ اب بڑے پر اعتماد انداز سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

''کس وجہ سے بھیجا ہے۔۔۔؟؟؟'' احیان نے سراسر اُسے چڑایا۔

''یہی کہ مجھے اُس کیس پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور جس حد تک ہو سکے آپکی کمپنی کے لیے نرم گوشہ رکھنا چاہیے۔۔'' وہ اب مسکراتے ہوئے اس کا سکون درہم برہم کر رہی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔'' طلحہ نے نظریں چرائیں۔۔۔۔

''جھوٹ بولنے کے بھی کچھ آداب ہوا کرتے ہیں۔ جن میں سرفہرست مد مقابل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا ہے۔'' اسکا طنزیہ لہجہ احیان کو سلگا گیا۔

''جی۔۔۔اسکا عملی مظاہرہ تو آپ اکثر کورٹ میں کرتی ہونگیں، اسی جھوٹ پر ہی تو آپ کی روزی روٹی کا انحصار ہے۔'' حساب برابر کرتے ہی وہ آفس سے گولی کی طرح نکلا اور بسمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔۔۔۔

☆......☆......☆

''یار کہیں تمہارے داجی کا اُسکی والدہ کے ساتھ ماضی میں کوئی افیئر تو نہیں چلتا رہا۔۔۔'' عماد نے فرائیڈ رائس اپنی پلیٹ میں نکالتے ہوئے شرارت سے کہا۔ وہ دونوں اس وقت میریٹ میں موجود تھے اور احیان اُسے سارا قصہ سنا چکا تھا۔

''تمہیں وہ اتنی اچھی لگتی ہے جو اپنی والدہ کے کسی پرانے عاشق کا نام سنتے ہی اپنے سارے اصول بدل ڈالے۔۔'' احیان نے بُرا سا منہ بنایا۔

''پھر، مجھے تو یہ بات ہضم نہیں ہو رہی، پوچھو ناں داجی سے۔؟'' عماد کا تجسس عروج پر تھا۔

''پتا تو ہے تمہیں داجی کا، جو بات نہ بتانی ہو، جتنا مرضی دیوار سے سر پھوڑ لو، نہیں بتاتے۔'' احیان نے اُسے یاد دلایا تو وہ مسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ غلط نہیں کہہ رہا۔

''کچھ بھی ہے یار، اب مجھے کچھ تسلی ہے، معاملہ ہینڈل ہو جائے گا۔۔۔'' عماد نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہونا بھی چاہیے۔۔۔ اس زمین کے معاملے میں دھوکا تو ہمارے ساتھ بھی ہوا ہے، ہمیں کون سا پتا تھا۔'' احیان نے رشین سلاد پلیٹ میں نکالتے ہوئے جواب دیا۔

''یہ بسمہ خالد ہی ہے ناں، فاروق صاحب کے ساتھ۔۔۔'' عماد کھانا کھاتے ہوئے ایک دم چونکا۔

''کہیں اس بابے نے کوئی لائن تو فٹ نہیں کر رکھی، اس لڑکی کے ساتھ۔۔۔'' احیان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں مڑ کر دیکھا۔ بسمہ مسکراتے ہوئے ساٹھ سالہ فاروق احمد کے ساتھ اسی ہوٹل کے ہال میں ایک ریزرو ٹیبل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''نہیں یار۔۔۔اس ٹائپ کی نہیں ہے وہ۔۔۔'' عماد نے فوراً ہی تردید کی۔

''وہ نہ سہی، فاروق احمد تو ہو سکتا ہے ناں۔۔۔'' احیان شرارت سے مسکرایا۔

''یار سب جانتے ہیں اُس نے بسمہ کو اپنی بیٹی بنا رکھا ہے، اسکی بیٹی کی کلاس فیلو تو تھی یہ، ورنہ فاروق احمد کہاں کسی نئے وکیل کو گھاس ڈالتا ہے۔'' عماد کی معلومات مکمل تھیں۔

''تم نے بڑا ریسرچ ورک کر رکھا ہے اس زبان دراز پر۔'' احیان ہنسا۔

''تم تو امریکہ میں جا کر بیٹھے ہوئے تھے، یہاں سب کو متھا تو میں ہی دے رہا تھا۔ تم نے اس کی کورٹ میں چلتی زبان نہیں دیکھی۔'' عماد کو ایک پرانا زخم یاد آیا۔

''فیس ٹو فیس بات کرنے میں وہ جتنی ''سنگین'' لگتی ہے، تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔۔۔'' احیان نے منچورین پلیٹ میں نکالتے ہوئے تبصرہ کیا۔

''ویسے وہ جتنی ذہین اور حسین ہے۔ یہ دونوں خوبیاں کسی بھی عورت کو مردوں کے لیے واقعی سنگین بنا سکتی ہیں۔'' عماد اب کھل کر ہنسا۔

''پتا نہیں ڈیڈی نے اتنا بڑا بزنس کیسے سنبھالا ہوا ہے، یہاں تو سر منڈاتے ہی اولے پڑ رہے ہیں۔۔۔'' احیان کا پہلا ہی تجربہ تلخ تھا۔

''تو کس نے کہا تھا ایڈونچر کرنے کو، حمزہ اور بلال بھائی بھی تو انکل کے ساتھ ہی بزنس کر رہے ہیں۔'' عماد نے اسکے دو بڑے بھائیوں کا نام لے کر یاد دلایا۔

''مجھے پسند نہیں، میں اپنے بل بوتے پر کرنا چاہتا ہوں سب۔۔۔'' احیان کے زندگی گذارنے کے اپنے اصول تھے۔

''ویسے اس ملاقات کا کوئی اثر بھی ہوگا یا اس زمین سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔۔۔'' عماد کا ذہن ابھی اُسی کیس میں الجھا ہوا تھا۔

''اللہ بہتر جانتا ہے۔ ہم نے بھی تو کروڑوں کا سودا اندھوں کی طرح کر لیا۔ کسی سے مشورہ تک کرنا مناسب نہیں سمجھا۔'' احیان کو آجکل اپنے اوپر کچھ زیادہ ہی غصہ آ رہا تھا۔

اس کی بات پر عماد نے فوراً تائید کرنے کے لیے اثبات میں سر ہلایا۔

''ایکسکیوزمی۔۔۔!!! آپ عماد ورّانی ہیں ناں۔۔۔؟؟؟'' بسمہ کی آواز پر وہ دونوں ایک دم چونکے، وہ پتا نہیں کب ان کے سر پر پہنچی، انہیں گفتگو کے دوران احساس ہی نہیں ہوا۔ اس وقت رائل بلیو سوٹ میں اس کی شفاف رنگت دمک رہی تھی۔

''یس۔۔۔ مس بسمہ۔۔۔ ہیو آ سیٹ پلیز۔۔۔'' عماد بوکھلا کر کھڑا ہوا۔

''تھینکس۔۔۔!!! مجھے سید مجتبیٰ علی شاہ کا نمبر چاہیے تھا۔'' وہ دیکھ احیان کی طرف لیکن مخاطب عماد سے تھی۔احیان اس وقت بے نیازی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے بڑے آرام سے چکن جنجر کھانے میں مگن تھا، جیسے اسی کام کے لیے آیا ہو۔

''جی ضرور۔۔۔'' عماد نے جلدی سے اپنے سیل فون سے ان کا نمبر دیکھ کر اُسے لکھوایا۔

''تھینکس۔۔۔'' وہ مسکراتے ہوئے خاصی دلکش لگتی تھی، احیان کو پہلی دفعہ احساس ہوا۔

''یار تم نے ایک دفعہ بھی اُسے بیٹھنے کو نہیں کہا۔ ایٹی کیٹس، اور مینرز بھی کسی چیز کا نام ہیں۔۔۔'' وہ جیسے ہی وہاں سے گئی عماد، احیان پر برس پڑا۔

''ہاں تو تمیز اُسے ہونی چاہیے، میرے دادا کا نمبر وہ تم سے مانگ رہی ہے۔۔۔'' احیان چڑ کر بولا تو عماد کو ہنسی آ گئی۔

''اچھا تو اصل دکھ تمہیں اس بات کا ہے۔۔۔'' عماد اب تسلی سے سویٹ ڈش پر ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ جب کہ احیان نے کھا جانے والی نظروں سے اپنے اس بہترین دوست کو دیکھا اور بیزاری سے سر جھٹک کر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''ویسے نمبر کس لیے لیا ہے اس نے۔۔۔؟؟؟ عماد ہلکا سا پریشان ہوا۔

''اللہ بہتر جانتا ہے۔۔۔'' احیان نے مسکرا کر جواب دیا۔

''جا کر داجی سے پوچھنا ضرور۔۔۔۔'' عماد کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

''جی جناب ضرور، جو حکم سرکار کا۔۔۔'' احیان نے ہلکے پھلکے انداز سے کہا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

☆......☆......☆

''تھینکس گاڈ۔۔۔ پرابلم حل ہو گیا'' وہ جیسے ہی آفس میں داخل ہوا، عماد نے پرجوش انداز میں اُسے اطلاع دی۔

''وہ کیسے۔۔۔؟؟؟'' وہ سخت حیران ہوا۔

''ہاشمی صاحب آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ دوسری پارٹی مصالحت کے لیے تیار ہو گئی ہے، ہمیں اپنی پیمنٹ واپس مل جائے گی۔'' عماد نے حقیقتاً اُسے اچھی خبر سنائی تھی۔

''لیکن یہ سب کیسے ہوا۔۔؟؟؟''

''ایڈووکیٹ بسمہ آج ہاشمی صاحب کے چیمبر میں آئیں تھیں اپنے موکل کے ساتھ۔''

''پھر۔۔۔؟؟؟''احیان کو یقین نہیں آیا۔

''ہمیں اپنی پیمنٹ واپس مل جائے گی، باقی اُس زمین کے مالکان آپس میں جو بھی طے کریں یہ ان کا معاملہ ہے۔''عماد نے تفصیلا بتایا۔

''تھینکس گاڈ۔۔۔''احیان کو پورے تین ماہ بعد اپنے اعصاب پرسکون ہوتے محسوس ہوئے۔''مجھے داجی کو خود یہ خبر سنانی چاہیے۔''وہ فوراً اپنی گاڑی کی چابی اٹھا کر نکلا۔

جیسے ہی اس کی گاڑی ''مجتبیٰ کاٹیج'' کے سامنے پہنچی۔مین گیٹ کھلا اور اندر سے ایک سلور گرے سوفٹ گاڑی نکلی۔جسے بسمہ ڈرائیو کر رہی تھی۔احیان کو اسے دیکھ کر حیرت کا جھٹکا لگا۔بسمہ نے ایک سرسری نگاہ اُس پر ڈالی اور اپنی گاڑی نکال کرلے گئی۔۔

''یہ محترمہ کس سے ملنے آئیں تھیں۔۔۔''؟اُس نے اپنی گاڑی ایک منٹ کے لیے گیٹ پر روکی اور چوکیدار سے پوچھا۔

''بڑے صاحب سے۔۔۔''چوکیدار نے مودبانہ انداز سے جواب دیا۔

''کب آئیں تھیں۔۔۔؟؟؟''احیان نے حیرانگی سے دریافت کیا۔

''دو گھنٹے پہلے۔۔۔''چوکیدار کے جواب نے اُسے مزید حیران کیا۔

''او۔کے۔۔۔''اُس نے ہلکا سا سر کو خم دیا اور گاڑی پورچ کی طرف لے گیا۔

''وہ دو گھنٹے داجی سے کیا باتیں کرنے آئی تھی۔۔۔؟؟؟''وہ یہی سوچتا ہوا داجی کے کمرے میں پہنچ گیا جو بڑے مزے سے اپنی راکنگ چیئر پر بیٹھے''عشق کا شین''پڑھنے میں مگن تھے۔اُس کے سوال کو انہوں نے لاپرواہی سے سنا اور اس سے بھی زیادہ لاپرواہی سے جواب دیا۔

''کہاناں، ویسے ہی ملنے آئی تھی۔۔۔''داجی کی بات پر وہ جھنجھلا اٹھا۔

''داجی۔۔۔آپ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں۔۔۔''اُس نے ہلکا سا چڑ کر جواب دیا۔اس گھر میں وہی تھا جو انہیں اس لہجے میں جواب دے سکتا تھا ورنہ تو مجتبیٰ علی شاہ کے دونوں بیٹوں اور ان کی آل اولاد کو ان کے سامنے

بے تکلفی سے بھی بات کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔

''سمجھنے کی کیا بات ہے، وہ تو تم ہو۔۔۔'' داجی نے مسکراتے ہوئے کتاب بند کی۔ ''تم پوچھنا کیا چاہتے ہو؟''

''آپ اس لڑکی کو کیسے جانتے ہیں۔۔۔؟؟؟'' وہ ناراضگی سے گویا ہوا۔

''میرے ایک دوست کی بیٹی ہے۔۔۔'' انہوں نے صاف اسے بہلایا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔'' احیان نے فوراً ہی ان کی بات کو مسترد کیا۔ ''اس کی جتنی عمر ہے اس لحاظ سے آپ اس کے دادا یا نانا کے دوست تو ہو سکتے ہیں۔ اس کے فادر کے نہیں۔۔۔'' احیان کی دلیل پر داجی نے بے ساختہ سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ ہمیشہ کی طرح انہیں لاجواب کر چکا تھا۔

''احیان کیوں پریشان کر رہے ہو مجھے۔۔۔؟؟؟'' داجی ہلکا سا جھنجھلائے۔

''میں پریشان کر رہا ہوں یا آپ۔۔۔؟؟؟'' اُس نے شکایتی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

''تمہارے کیس کا فیصلہ تمہارے حق میں ہو گیا، بس بات ختم۔۔۔۔'' انہوں نے اُسے پھر سے بہلانا چاہا۔

''ختم کہاں۔؟ ابھی تو شروع ہوا ہے، پلیز بتائیں ناں۔۔'' وہ ضد پر اتر آیا۔ اس سے پہلے داجی کوئی اور بہانہ بناتے ان کی اسٹڈی کا دروازہ کھلا۔

''بابا، شام میں فیضان صاحب کے پوتے کا ولیمہ ہے، آپ کو بہت اصرار کر کے بلایا ہے انہوں نے۔۔۔'' مسز مراد کی اچانک آمد نے احیان کو جھنجھلاہٹ میں مبتلا کیا، جبکہ داجی کے حلق سے بڑی پر سکون سانس خارج ہوئی۔

''ممی کو بھی ابھی آنا تھا۔۔۔'' احیان ان کو سلام کرتے ہوئے جی بھر کر دل ہی دل میں کوفت کا شکار ہوا۔

''شکر ہے، بہو، تم نے یاد دلا دیا، ورنہ میرے تو ذہن میں ہی نہیں تھا۔۔۔'' داجی نے مسکرا کر اپنی چھوٹی بہو کو دیکھا۔ جو کم کم ہی ان کے پورشن کو رونق بخشتی تھیں لیکن جب کبھی آ جاتیں تو پھر دو گھنٹے سے پہلے جانے کا نام نہیں لیتیں تھیں۔ سارے معاملات، خاندانی ایشوز ایک ہی سیشن میں بھگتا دیتی تھیں۔

''یہ فیضان صاحب کا وہی پوتا ہے نہ جو سکول میں احیان کا کلاس فیلو تھا۔۔۔'' داجی نے یونہی بات بڑھانے کو کہا۔ جبکہ احیان منہ بناتے ہوئے اپنے سیل فون پر کسی کو ٹیکسٹ کرنے لگا۔ مسز مراد ان کی اسٹڈی کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے چونکیں۔

''جی۔۔۔جی وہی۔۔۔'' مسز مراد نے تائید میں سر ہلایا۔''یہ گلشن آپکی اسٹڈی کی ڈھنگ سے صفائی نہیں کرتی، دیکھیں ذرا کونے میں جالا لگا ہوا ہے۔''

''تم جالوں کو چھوڑو، اس نالائق کے لیے کوئی لڑکی ڈھونڈو، کب تک یونہی پھرتا رہے گا۔۔۔'' داجی کے شرارتی انداز پر احیان نے کوفت سے پہلو بدلا۔

''لڑکی سے مجھے یاد آیا، یہ کچھ دیر پہلے بڑی پیاری سی لڑکی پورچ کی طرف جارہی تھی، میں نے اپنے ٹیرس سے دیکھا تو ملازمہ نے بتایا۔آپ سے ملنے آئی تھی۔'' مسز مراد کی بات پر احیان کے چہرے پر بڑی طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔داجی ایک دفعہ پھر گھیرے میں آچکے تھے۔

''وہ۔۔۔'' داجی نے لمبا سانس ادا کیا۔''میرے ایک فرینڈ کی پوتی ہے۔'' داجی کے بیان بدلنے پر احیان نے ناراضگی سے ان کی طرف دیکھا۔

''کیا کرتی ہے۔۔۔؟؟؟'' مسز مراد نے دلچسپی سے پوچھا۔

''ایڈوکیٹ ہے، پریکٹس کررہی ہے آجکل۔۔۔۔''

''اوہ۔۔۔کہیں بات وات طے ہے اسکی۔۔۔؟؟؟'' مسز مراد کی دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا۔

''میرا خیال ہے، ابھی نہیں۔۔۔'' داجی نے مسکرا کر احیان کو دیکھا جس کے چہرے کے زاویے بُری طرح بگڑ رہے تھے۔

''تو بات کریں ناں احیان کے لیے۔اچھا ہے یہ بھی ٹھکانے لگے۔۔'' مسز مراد کی بات پر احیان کو جھٹکا لگا۔

''حد کرتی ہیں ممی آپ بھی، میں اتنا گیا گذرا ہوں، ایک ٹیرس سے جھانک کر آپ نے لڑکی کو دیکھا اور میرے لیے پسند کرلیا۔'' اُس کے تلخ انداز پر وہ مسکرائیں۔

''وہ دُور سے اتنی پیاری لگ رہی تھی تو قریب سے تو یقیناً بہت خوبصورت ہوگی۔۔۔'' مسز مراد کی بات پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر دوڑی۔

''ممی اچھی زندگی گذارنے کے لیے لائف پارٹنر کا صرف ظاہری طور پر خوبصورت ہونا ضروری نہیں ہوتا۔اسکا مزاج، عادتیں اور رویہ زیادہ اہم ہے۔'' وہ جھنجھلا کر اٹھا اور سر جھٹک کر کمرے سے نکل گیا۔

''اسے کیا ہوا۔۔؟؟؟'' مسز مراد نے حیرانگی سے اپنے سسر صاحب کا متبسم چہرہ دیکھا۔

''کچھ نہیں بزنس کی وجہ سے اپ سیٹ ہے۔۔۔''انہوں نے بہانہ بنایا، جوان کے ہی گلے پڑ گیا۔

''تو اسے کس نے کہا ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنا کر بیٹھ جائے، اچھا خاصا اپنے باپ کا چلتا ہوا بزنس چھوڑ کر خود تجربے کرنے بیٹھ گیا ہے۔''

''پتا تو ہے تمہیں اس کے مزاج کا، سب بچوں سے مختلف ہے۔۔۔''داجی کے لہجے میں احیان کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

''اس کا مختلف ہونا ہی تو پریشان کرتا ہے ہمیں۔حمزہ اور بلال بھی تو ہیں۔۔۔''مسز مراد نے منہ بنایا تو وہ مسکرادیے۔

''تم چھوڑو اسے، یہ بتاؤ، مراد آ گیا اسکاٹ لینڈ سے۔۔۔''داجی نے ان کی توجہ دوسری جانب مبذول کی۔

''نہیں۔۔۔۔رات دس بجے کی فلائیٹ ہے ان کی۔۔۔''مسز مراد نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ان کی اسٹڈی کے پردے ہٹائے۔دھوپ کا ایک طوفان سا کمرے میں گھس آیا۔سامنے ہی احیان کی گاڑی گیٹ سے نکل رہی تھی۔

☆......☆......☆
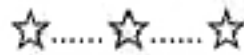
''ویسے یار بڑا احسان کیا ہے بسمہ خالد نے ہم پر۔۔۔''وہ دونوں گولف کلب سے نکل رہے تھے۔عماد کی بات پر احیان نے تپ کر اُسے دیکھا۔

''ایسا کون سا احسان کر دیا ہے، جو تم صبح و شام اُس کے نام کی تسبیح کر رہے ہو۔؟''

''یہ بات کیا کم ہے اُس نے اپنا وہ کیس بیچ میں چھوڑ دیا۔جسے وہ آسانی سے جیت سکتی تھی۔۔''عماد نے ریموٹ سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا۔

''تو کیا کمال کیا۔۔''احیان کا مزاج خوامخواہ ہی برہم تھا۔

''کمال یہ کیا کہ ہمارے وکیل کو اس کیس کے سارے ویک پوائنٹ بتا دیے۔جس کے نتیجے میں دوسری پارٹی کو مجبوراً ہم سے مصالحت کرنی پڑی۔''عماد کی بات پر اس کا دماغ بھک کر کے اڑا۔

''تمہیں کس نے بتایا۔۔۔۔؟؟؟''اُس نے بے تابی سے پوچھا۔

''شہریار ہاشمی نے۔۔۔''عماد نے اپنے وکیل کا نام لیا تو احیان کو اس کی بات کا یقین آ ہی گیا۔اندر کی

کہانی تو اُسے آج معلوم ہوئی تھی۔ ورنہ وہ تو یہی فرض کیے بیٹھا تھا کہ معاملہ بہت آسانی سے طے ہو گیا تھا۔ اسی لیے تو وہ بسمہ خالد کا احسان ماننے کو راضی نہیں تھا۔

''سچ مانو، میں تو بہت مشکور ہوں اس کا۔۔۔'' عماد کی بات پر وہ چڑ سا گیا۔

''ایسا کرو ایک تسبیح خرید و اور اس پر اُس کے نام کا پہاڑا پڑھنے لگو۔۔۔''

''خیر ہے تم کیوں اتنا بھڑک رہے ہو۔ کس نے تمہاری دم پر پاؤں رکھ دیا۔'' عماد ہنسا

''پتا نہیں یار، آجکل خوامخواہ ہی غصہ آنے لگا ہے مجھے۔۔۔۔'' احیان نے کھل کر اعتراف کیا۔

''تو میری جان، کچھ ریسٹ ویسٹ کرو۔ یہ لڑکیوں کی طرح بات بے بات غصہ کرنا تم جیسے مرد پر سوٹ نہیں کرتا۔۔۔'' عماد اس کی گھوریوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی

گاڑی میں بیٹھ کر اسے اسٹارٹ کر چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ تپ کر اسے جواب دیتا، وہ شرارت سے گاڑی لے کر نکل گیا۔

☆......☆......☆

آج کافی دن کے بعد وہ بڑی فرصت سے شاپنگ کے لیے نکلا تھا۔ جناح سپر سے نکل کر وہ سینٹورس شاپنگ مال کی طرف نکل آیا۔ دو گھنٹے ٹھیک ٹھاک شاپنگ کر کے وہ باہر نکلا تو سامنے ہی بسمہ بہت سے شاپر اٹھائے ادھر ہی آرہی تھی۔ اُس کی گاڑی احیان کی گاڑی کے بالکل ساتھ تھی۔

''کیسے ہیں آپ۔؟؟؟ شاہ جی کیسے ہیں۔۔''۔ وہ مسکرائی۔

''بہتر ہیں۔۔۔'' احیان نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو اپنی شاپنگ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھ رہی تھی۔

''ویسے پروفیشنل لائف میں، میں آپ سے اس بددیانتی کی توقع نہیں رکھتا تھا۔'' احیان نے اسے چڑانے کے لیے اچانک مخاطب کیا۔

''کیا مطلب۔۔۔؟؟؟'' اُس کی آنکھوں میں الجھن در آئی۔

''آپ نے اپنے سابقہ کلائنٹ کے سارے ویک پوائنٹس دوسری پارٹی کے وکیل کو بتا دیے، اٹس ناٹ فیئر۔۔۔'' احیان کے طنزیہ انداز پر وہ مسکرائی۔

''ہوں۔۔۔'' وہ دونوں بازو سینے پر باندھ کر اس کے تھوڑا قریب آئی۔'' آپکو کس نے کہا ایسا۔۔۔؟؟؟''

''شہریار صاحب نے۔۔۔'' احیان کا اطمینان دیدنی تھا۔

''انہوں نے یہ نہیں بتایا پروفیشنل لائف میں جہاں مجھے یہ محسوس ہو کہ اگلی پارٹی کے ساتھ حقیقتاً زیادتی ہو رہی ہے، میں اپنا کیس وہیں ڈراپ کر دیتی ہوں۔'' بسمہ نے بڑے پراعتماد انداز سے اُس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''دوسری پارٹی کی زیادتی کا آپکو شاہ جی سے ملنے کے بعد پتا چلا ہوگا۔'' احیان کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔

''نہیں۔۔۔'' وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔'' حقیقت پتا چلنے کے بعد ہی میں ان سے معذرت کرنے گئی تھی''

''فرض کریں، ہم لوگ غلط ہوتے، تب بھی آپ شاہ جی کے کہنے پر وہ کیس چھوڑ دیتیں۔'' احیان کو اس سے بحث میں اب مزا آنے لگا۔

''نہیں۔۔۔'' بسمہ نے اُسے حیران کیا۔

''شاہ جی نے آپکو میرے پاس بھیجا تو میں سمجھ گئی کہ کسی نہ کسی پوائنٹ پر میں غلط ہوں۔ ورنہ وہ ایسا نہ کرتے۔۔'' اُس کی بات پر احیان کو جھٹکا لگا۔

''آپ کیسے کہہ سکتی ہیں۔۔۔؟؟؟''

''وہ کم از کم مجھ سے کسی غلط بات پر فیور نہیں مانگ سکتے۔۔۔'' اُس نے گاڑی کا دروازہ ایسے بند کیا کہ ایک لمحے کو احیان کو لگا جیسے وہ اُس کے منہ پر طمانچہ مار کر گئی ہو۔ وہ اب گاڑی اسٹارٹ کر رہی تھی۔ احیان جھنجھلا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور آندھی کی طرح اڑاتا ہوا اپنے گھر پہنچا۔ سامنے داجی لان میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ وہ انہیں سرسری سا سلام کر کے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا جب داجی نے اُسے پیچھے سے مخاطب کیا۔

''تم ناراض ہو مجھ سے۔؟؟؟'' وہ چلتے چلتے مڑا۔

''میں ایسی جسارت کر سکتا ہوں بھلا۔۔۔'' وہ واقعی ان سے خفا تھا۔

''جسارتیں تو تم خاصی بڑی بڑی کرنے لگے ہو، تمہیں خود بھی پتا نہیں چلتا۔۔۔'' داجی کے گلے پر وہ ہلکا سا جھنجھلایا۔

''آپکو وہ لڑکی مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔۔ ہے ناں۔۔۔'' بے اختیار ہی اُس کی زبان پھسلی تو وہ مسکرا دیے۔

''کسی کی پرسنل لائف کو اس کی اجازت کے بغیر ڈسکس کرنا مجھے مناسب نہیں لگتا۔'' داجی کے سنجیدہ انداز پر وہ ٹھٹکا۔''اُس نے منع کیا ہے آپکو۔؟''

''نہیں۔۔۔'' وہ لان چیئر پر بیٹھتے ہوئے بولے۔''میرا اپنا بھی تو اخلاقی طور پر فرض بنتا ہے۔''

''اُس۔او۔کے۔۔۔۔'' کچھ دیر سوچنے کے بعد اُس نے ہتھیار ڈال ہی دیے، کیونکہ یہ بات تو طے شدہ تھی وہ داجی سے ان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں اگلوا سکتا۔ اگلے کئی دن تک وہ اور عماد اپنی فیکٹری کے لیے کوئی اور جگہ ڈھونڈنے میں مصروف رہے۔ آخر کار انہیں ایک مناسب جگہ مل ہی گئی لیکن اس دفعہ دونوں خاصے محتاط تھے۔اس لیے معاملہ خیر اسلوبی سے سرانجام پا گیا۔ انہی مصروفیات کی بنا پر اُس کی کئی دن تک داجی سے ملاقات نہیں ہوئی اور بسمہ تو بالکل ہی ذہن سے نکل چکی تھی۔اس دن وہ رات بارہ بجے کے قریب گھر پہنچا تو حیران رہ گیا۔

پورچ میں داجی کی گاڑی اسٹارٹ کھڑی تھی اور ملازم ان کا چھوٹا بریف کیس گاڑی میں رکھ رہا تھا۔ جبکہ داجی پریشانی کے عالم میں کسی سے فون پر بات کر رہے تھے۔اُسے دیکھتے ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

''داجی کہیں جا رہے ہیں کیا۔۔۔'' احیان کو سخت حیرانگی ہوئی کیونکہ بہت عرصے سے انہوں نے باہر نکلنا خاصا کم کر دیا تھا اور اب رات گئے اس طرح سوٹ کیس کے ساتھ نکلنا واقعی تعجب کی بات تھی۔

''ہاں ایک ایمرجنسی ہوگئی ہے۔۔۔'' وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھے۔''مری کے لیے نکل رہا ہوں۔''

''مری،اس وقت۔؟؟؟ کوئی پرابلم ہے تو میں ساتھ چلوں۔۔۔؟؟؟'' وہ پریشان ہوا۔ داجی ایک لمحے کو ٹھٹکے۔ کچھ سوچا پھر اثبات میں سر ہلایا۔

''میں گاڑی میں ہوں۔تم ایک دو سوٹ لے آؤ اپنے۔ ہمیں رہنا پڑے گا وہاں۔'' اپنی بات کہہ کر وہ جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئے۔احیان الجھن بھرے انداز سے اپنے کمرے میں بڑھا، دو تین سوٹ اپنے بیگ میں ڈالے اور لیپ ٹاپ اٹھا کر باہر نکل آیا۔

رات کے تیرگی میں گاڑی گھر سے نکلی، اُس نے جلدی سے عماد کو ٹیکسٹ کر کے بتایا کہ وہ داجی کے ساتھ گاؤں جا رہا ہے، باقی معاملات وہ دیکھ لے۔ ایف سیون سیکٹر سے گاڑی اسلام آباد ایکسپریس وے پر پہنچ چکی تھی۔داجی کا چہرہ سپاٹ اور انداز میں کوئی بات ایسی تھی، وہ کئی دفعہ انہیں مخاطب کرتے کرتے رہ گیا۔

شکر پڑیاں اشارے سے گاڑی ایچ ایٹ سیکٹر کی طرف مڑ گئی۔ وہ تھوڑا سا حیران ہوا، یہ مری کا روٹ تو نہیں تھا۔ کار اسلام آباد کے شفاء انٹرنیشنل ہوسپٹل کے سامنے جا کر رک گئی۔ احیان نے سوالیہ نگاہوں سے داجی کی طرف دیکھا جو عجلت بھرے انداز سے گاڑی سے نکلے اور اُسے وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دس منٹ کے بعد ان کی واپسی بسمہ خالد کے ساتھ ہوئی۔ جسکا چہرہ شدت گریہ سے سرخ اور آنکھوں سے آنسو قطار کی صورت میں بہہ رہے تھے۔

احیان کو غیر متوقع طور پر اُسے دیکھ کر جھٹکا لگا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اُس سے اگلی ملاقات اتنے عجیب طریقے سے ہوگی۔ وہ داجی کے کندھے سے لگی گاڑی کی طرف آتے ہوئے مسلسل رو رہی تھی۔۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ ابھی ابھی کسی گہرے صدمے سے دوچار ہوئی ہو۔

''احیان تم ڈرائیور کے ساتھ اگلی سیٹ پر چلے جاؤ۔۔۔'' داجی کے سنجیدہ انداز پر وہ فوراً خاموشی سے گاڑی سے اترا اور اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''ایمبولینس والے سے کہو، وہ ہماری گاڑی کے پیچھے رہے۔۔۔'' داجی نے ڈرائیور کو اگلا حکم صادر کیا جسے سنتے ہی احیان کا دماغ بھک کر کے اڑا۔ وہ ابھی تک یہ سارا معمہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔'' پچھلی سیٹ پر بیٹھے داجی نے یقیناً یہ دلاسا بسمہ کو دیا تھا۔

گاڑی اب اسلام آباد ایکسپریس وے سے مری کی جانب بھاگ رہی تھی۔ اس کے پیچھے خاموشی سے دوڑتی ہوئی ایمبولینس اس بات کی گواہ تھی کہ اس میں آنے والا مردہ جسم اپنی زندگی کی بازی ہار چکا ہے اور یقیناً اس کا بسمہ کے ساتھ کوئی خاص تعلق ہے۔۔۔ رات کے سناٹے میں اس لڑکی کی سسکیاں ماحول کو عجیب سا بنا رہی تھیں۔ سردیوں کا موسم تو ویسے بھی پہاڑی لوگوں کے لیے خاصا ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ اس وقت بھی ٹمپریچر منفی میں تھا۔ رات کی تیرگی میں دائیں بائیں بلند بالا پہاڑ بعض دفعہ بہت ہیبت ناک لگتے ہیں۔ احیان اپنے اردگرد کے مناظر سے بے نیاز بس پچھلی سیٹ پر بیٹھے دو لوگوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

''کون ہے یہ لڑکی اور اس کا داجی سے کیا رشتہ ہے۔؟'' سوچ سوچ کر اسکا دماغ تھک چکا تھا۔

''ایمبولینس میں رکھی میت کس کی ہے۔۔۔؟؟؟''

''اُس میت کا داجی سے کیا تعلق بنتا ہے۔۔۔؟؟؟؟

وہ انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ سڑک پر دوڑتی ہوئی گاڑی کو ایک دم جھٹکا لگا اور ڈرائیور نے جلدی

سے بریک لگا دی۔ احیان نے چونک کر دیکھا سڑک کے کنارے پر ایک چھوٹا سا ہوٹل تھا۔ جس کے برآمدے میں دو آدمی لکڑیوں کا الاؤ جلائے بیٹھے تھے۔

''کیا ہوا احمد بخش۔۔۔؟؟؟'' داجی کی آواز میں تشویش کا عنصر شامل ہوا۔ انہوں نے شیشہ نیچے کر کے ڈرائیور سے پوچھا جو گاڑی کا جائزہ لینے میں مگن تھا۔

''صاحب جی گاڑی کا پچھلا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔۔'' احمد بخش کے دانت سردی کی شدت سے بج رہے تھے۔ پیچھے آنے والی ایمبولینس بھی رک گئی۔

''آپ لوگ سامنے والے ہوٹل میں چلے جائیں، میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔'' ڈرائیور کے مشورے پر احیان نے جیسے ہی گاڑی کا دروازہ کھولا۔ بارش کی ایک تیز بوچھاڑ نے اسکا استقبال کیا۔ سردیوں کی اس یخ بستہ رات میں پہلی دفعہ احیان کو بارش سخت بُری لگی۔ ہڈیوں کو منجمد کرنے والی ہوا نے اچھی خاصی کپکپی کی کیفیت پیدا کر دی تھی۔

وہ، داجی اور بسمہ سڑک پر بنے اس چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں چلے آئے۔ دو منٹ کی واک نے ان تینوں کو اچھا خاصا بھگو دیا تھا۔ رات کے دو بجے اس ہوٹل کا مالک تین لوگوں کو آتا دیکھ کر حیران ہوا۔

''چائے ملے گی۔۔۔؟؟؟'' داجی کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''واش روم کس طرف ہے۔۔۔'' داجی کی بات پر ہوٹل کے مالک نے ایک طرف اشارہ کیا۔

''بسمہ بیٹا، آپ بیٹھیں۔۔۔'' داجی نے سامنے رکھی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ افسردہ سے انداز سے اس طرف چل پڑی۔ احیان سامنے لگے واش بیسن کی طرف آ گیا اور نل کھول کر جیسے ہی ہاتھ دھونے کے لیے نیچے کیے۔ اس کو جھٹکا سا لگا۔ یخ ٹھنڈا پانی ایک لمحے کو سارے حواس معطل کر گیا۔ اس نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے کیے۔ اور مزید دھونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

جیسے ہی وہ واپس آیا۔ اُسے ایک دم جھٹکا لگا۔ بسمہ سامنے موجود ہال میں نہیں تھی۔

''کہاں گئی وہ۔۔۔؟؟؟'' احیان پریشانی سے ہوٹل سے باہر نکلا۔ موسلا دھار بارش میں وہ سڑک کے پاس رکی ایمبولینس کا دروازہ پکڑے بُری طرح رو رہی تھی۔ سردیوں کی اس ٹھنڈی، یخ رات میں دھواں دھار ہونے والی بارش کے درمیان ایمبولینس کے پاس کھڑی وہ لڑکی اپنے ہوش و حواس میں نہیں لگ رہی تھی۔ اس

کے کندھوں تک آتے بال اور سیاہ شال بُری طرح بھیگ چکی تھی۔

''پاگل ہوگئی ہو کیا۔۔۔؟؟؟'' احیان نے ناراضگی سے اُس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کیا۔ اس لمحے اُس کی آنکھوں اس قدر اذیت، وحشت اور سراسیمگی تھی کہ احیان نے خوفزدہ ہو کر اسکا بازو چھوڑ دیا۔

اُس کے چہرے پر پھیلا کرب وہ رات کی اس تاریکی میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ وہ رو نہیں رہی تھی بلکہ لمحہ لمحہ ختم ہو رہی تھی۔ وہ اذیت کی اس انتہا پر تھی جہاں انسان کا رابطہ اپنے اردگرد کے ماحول اور موسموں سے بالکل کٹ جاتا ہے۔

''ماما پلیز اٹھ جائیں۔۔۔'' وہ ایمبولینس کا دروازہ پکڑے دیوانوں کی طرح رو رہی تھی۔ احیان کو ساری فضا ہی سوگوار محسوس ہوئی۔ ایسے لگا جیسے آسمان بھی اُسکے غم میں کھل کر رو رہا ہو۔ ہر بوند اشک بار تھی۔

''ٹیک اٹ ایزی پلیز۔۔۔۔'' اُس نے بے ساختہ ہی جذبہ ہمدردی سے مغلوب ہو کر اُسے اپنے بازو کے ساتھ لگایا اور وہ تو ویسے ہی ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔ اس

کے بازو پر ہاتھ رکھے وہ بُری طرح رو رہی تھی۔

''احیان۔۔۔۔ بسمہ۔۔۔'' داجی ہوٹل کی منڈیر کے نیچے آ کر بلند آواز میں بولے۔ احیان نے آہستگی سے اُس کا بازو پکڑا اور اُسے زبردستی پکڑ کر اپنے ساتھ ہوٹل کی طرف لے آیا۔ وہ بُری طرح کپکپا رہی تھی۔ اُس کے ہونٹ سردی کی شدت سے نیلے ہو رہے تھے۔

''بسمہ۔۔۔۔۔'' داجی کی آواز میں پنہاں دکھ اس وقت وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ جس قیامت سے وہ گذر رہی تھی۔ وہ لوگ بس اس کا اندازہ کر سکتے تھے۔

''بے وقوف لڑکی، سارے کپڑے گیلے ہوگئے ہیں تمہارے۔۔۔'' داجی کے لہجے میں شفقت کی فراوانی تھی۔

''سوری انکل۔۔۔'' اُس نے بازو کی پشت سے اپنی آنکھوں کو بیدردی سے رگڑا۔

''احیان، اس کا بیگ نکال کر لاؤ گاڑی سے۔۔۔'' وہ پانچ منٹ کے بعد واپس آیا تو وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ ڈرائیور گاڑی کا ٹائر تبدیل کر چکا تھا اور اس وقت سبھی لوگ خاموشی سے چائے پی رہے تھے۔ جب تک انہوں نے چائے ختم کی، وہ اپنا ڈریس تبدیل کر کے آ چکی تھی۔ اب وہ سیاہ سوٹ پر سیاہ رنگ کی شال اوڑھے ہوئے اس تاریک رات کا کوئی سوگوار سا حصہ لگ رہی تھی۔۔

ڈرائیور نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ہیٹر چلایا تو گرمائش نے اندر کا ماحول خاصا بہتر کر دیا تھا۔ رات نے مری

کے بلند بالا پہاڑوں کی دلکشی کو چھپا دیا تھا۔ڈرائیوراب بڑی مہارت سے گاڑی چلا رہا تھا۔وہ لوگ جب مری پہنچے تو رات کے دو بج رہے تھے۔بسمہ کا گھر بھوربھن مری کے واقع ایک چھوٹے سے گاؤں میں تھا۔گاڑیاں اونچی نیچی بل کھاتی سڑکوں پر چلتی ہوئی ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے جا کر رک گئیں۔اس گھر کے مکینوں کو شاید اس حادثے کی اطلاع دے دی گئی تھی۔اس لیے گاڑیوں کی آوازیں سنتے ہی دو تین مرد باہر نکل آئے۔جب کہ ایک بوڑھی سی خاتون نے آگے بڑھ کر بسمہ کو گلے لگایا اور وہ ایک دفعہ پھر بے آواز رونے لگی۔میت کو بڑے آرام سے اتارا جارہا تھا۔ان کے کافی رشتے دار باہر نکل آئے تھے۔

''شاہ جی،آپ ادھر آ جائیں۔۔۔''بسمہ کے کسی بزرگ رشتے دار نے احترام کے ساتھ گھر کی بیٹھک کی طرف اشارہ کیا۔احیان،داد جی کی پیروی میں اندر داخل ہوا۔اندر کا ماحول خاصا گرم تھا۔آتشدان میں آگ جل رہی تھی اور چھوٹے سے کمرے میں دو پلنگ،دو کرسیاں اور میز رکھی ہوئی تھی۔کمرے میں آرائشی چیزیں بالکل نہیں تھیں۔

''آپ لوگ ریسٹ کریں۔ہم لوگوں کو میت کے حوالے سے کچھ انتظامات کرنے ہیں۔۔۔''وہ بزرگ معذرت کر کے بیٹھک سے نکل گئے تھے۔تھوڑی ہی دیر کے بعد گرما گرم چائے،انڈے اور ڈرائی فروٹس کی ٹرے اندر آ گئی۔چائے کی طلب تو دونوں کو تھی لیکن باقی چیزوں کو انہوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔اسی دوران چند اور مرد بھی شاہ جی سے ملنے کے لیے آئے اور احیان نے اندازہ لگایا وہ داجی کو بڑے احترام اور عقیدت بھرے انداز سے مل رہے تھے۔

''احیان سو جاؤ۔۔۔''ان کے کمرے سے نکلتے ہی داجی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ خاموشی سے لیٹ گیا۔دماغ میں ان گنت سوالوں نے ہلچل مچا رکھی تھی،لیکن اس ذہنی اور جسمانی مشقت کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اگلے ہی پندرہ منٹوں میں گہری نیند میں تھا۔اگلی صبح نو بجے جا کر ہی اس کی آنکھ کھلی۔واش روم میں گرم پانی کا چھوٹا سا ٹب رکھا ہوا تھا۔

اسے پہلی دفعہ پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی مشکلات کا اندازہ ہوا۔شاور لے کر وہ باہر نکلا تو سامنے چھوٹے سے ٹینٹ میں چند لوگ اکٹھے تھے۔دس بجے جنازہ تھا۔بسمہ کے سارے ہی رشتے دار اکٹھے ہو چکے تھے۔داجی بھی اس وقت چند بزرگوں کے گھیرے میں تھے۔احیان ایک سائیڈ پر بیٹھ گیا۔

''ہمیں دو تین دن یہاں رہنا ہوگا۔۔۔''جنازے کے بعد داجی کی سنجیدگی سے دی گئی اطلاع پر وہ حیران ہوا۔

''وہ کیوں۔۔۔؟؟؟''

''بسمہ کے کچھ معاملات ہیں، جن کو نبٹانا ضروری ہے۔۔۔'' داجی کی بات پر اُسے یاد آیا کہ رات سے اس نے دوبارا اس کی شکل نہیں دیکھی تھی، وہ شاید خواتین والے حصے میں تھی۔ داجی نے بھی شاید اس کی سوچ کو پڑھ لیا تھا۔

''اسکی طبیعت رات سے خاصی خراب ہے، ڈاکٹر نے اعصاب کو پرسکون کرنے کے لیے نیند کا انجکشن لگایا ہے، وہ ابھی سو رہی ہے۔'' داجی اسے اطلاع دے کر خود کچھ اور مہمانوں کے ساتھ ایسے مصروف ہوئے کہ پھر اگلے دن ہی ہاتھ لگے۔ وہ اس وقت تک جی بھر کر بور ہو چکا تھا۔ لیپ ٹاپ کی بیٹری ختم ہو چکی تھی اور وہ ساتھ لانا بھول گیا تھا۔ تنگ آ کر وہ اگلے دن باہر نکل آیا۔ آج موسم خاصا خوشگوار تھا۔ موسم سرما کی نرم دھوپ نے تمام پہاڑوں پر بسیرا کر رکھا تھا۔ وہ پتھروں پر چلتا ہوا خاصا دور نکل آیا۔ گاؤں کے جنوبی سائیڈ پر چھوٹا سا قبرستان تھا۔ صنوبر اور چیڑ کے درختوں کے نیچے دور دور تک کافی سنگ مرمر کی بنی ہوئی قبریں تھیں۔ جو شاید یہاں کے بھیگے موسموں کی وجہ سے بنائی گئی تھیں۔ ایک تازہ تازہ بنی ہوئی قبر پر فاتحہ کرتی لڑکی کو دیکھ کر اسے کافی حیرت ہوئی۔

''بسمہ آپ۔۔۔۔'' وہ اسے پہچان چکا تھا۔

''کیسے ہیں آپ۔۔۔؟؟؟'' وہ پھیکے سے انداز سے مسکرائی۔

''میں تو ٹھیک ہوں، آپکی والدہ کی ڈیتھ کا بہت افسوس ہوا۔'' اس نے لگے ہاتھوں افسوس کی رسم نبھائی۔

''وہ میری والدہ نہیں، دادی تھیں۔۔۔'' اس کی اطلاع پر اسے جھٹکا لگا۔

''اوہ۔۔۔ مجھے پتا نہیں تھا۔۔۔'' وہ شرمندہ ہوا۔

''کیوں، شاہ جی نے نہیں بتایا آپ کو۔۔۔''؟ اسکے سادہ سے انداز میں احیان کو طنز کی آمیزش محسوس ہوئی۔ وہ اب چل پڑی تھی۔

''بتایا تو تھا لیکن میں نے شاید غور نہیں کیا۔'' اُس نے جلدی سے صفائی دی۔

''آپ کے پیرنٹس کہاں ہوتے ہیں۔۔۔؟؟؟'' وہ چلتے چلتے رکی۔ استعجابیہ انداز سے اسے دیکھا۔

''میرا خیال ہے شاہ جی نے آپکو شاید ان کے بارے میں نہیں بتایا۔۔۔'' اس نے بالکل درست اندازہ لگایا۔ وہ کل کی نسبت آج خاصی کمپوز تھی۔

''ایسا نہیں ہے۔۔۔'' اس نے فوراً جھوٹ بولا۔ ''ایکچوئلی میرے ذہن سے نکل گیا، شاید آجکل بزنس کی

طرف زیادہ دھیان تھا میرا۔" وہ اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ وہ اونچے نیچے پہاڑی راستے پر بڑی مہارت اور تیزی سے چل رہی تھی۔ جبکہ احیان کو چلنے میں ذرا دشواری ہو رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔" اُس نے تبصرہ نہیں کیا۔ احیان کو مایوسی ہوئی۔

"آپ کے اور بہن بھائی نظر نہیں آئے اس موقعے پر۔۔۔۔"

"میں اکلوتی ہوں۔۔۔" اس نے اطلاع دی۔

"اوہ۔۔۔۔" وہ حیران ہوا۔

"شاہ جی آپکے کیا لگتے ہیں۔۔۔۔" وہ چلتے چلتے رکی اور دونوں بازو سینے پر باندھ کر بڑے آرام سے بولی۔ "کچھ بھی نہیں۔"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟؟؟" اسے جھٹکا لگا۔

"اگر دنیا میں انسانیت، ہمدردی اور انسان دوستی کی بنیاد پر بنائے جانے والے رشتوں کا کوئی نام ہے تو سمجھ لیں، شاہ جی کے میرے ساتھ یہی رشتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ کر اپنے گھر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ وہیں کھڑا سوچتا کا سوچتا رہ گیا۔

"یار یہ کیا فلم چل رہی ہے یہاں۔۔۔" اُس نے تنگ آ کر عماد کو فون ملا لیا۔

"لگتا ہے دا جی کا اس کی دادی مرحومہ کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق رہا ہے۔۔۔" عماد کی بات نے اسے ہلکی سی الجھن میں مبتلا کیا۔ ا۔ دل ایک دم بدمزا ہو گیا۔ سست سے قدموں سے وہ اسکے گھر میں پہنچا، بیٹھک کا دروازہ باہر کی جانب کھلتا تھا، جیسے ہی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ بسمہ دا جی کے سامنے والے پلنگ پر دل گرفتہ سے انداز سے بیٹھی تھی۔ وہ اسے کچھ سمجھا رہے تھے۔

"اپنی دادی سے ہی کچھ سیکھ لو، کتنی باہمت خاتون تھیں وہ۔ تم ابھی سے حوصلہ ہار رہی ہو۔" دا جی کی بات پر احیان نے چونک کر دا جی کا چہرہ دیکھا۔ عماد کی بات میں اسے کوئی نہ کوئی سچائی محسوس ہوئی۔

"ان کے جیسی تو میں مر کر بھی دوبارا پیدا نہیں ہو سکتی۔۔۔" وہ خاصی دل گرفتہ لگ رہی تھی۔ احیان کو اس موقعے پر اپنا آپ خاصا اکوارڈ لگ رہا تھا لیکن وہ ڈھیٹ بن کر خود ہی دا جی کے پلنگ پر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایسے گفتگو کر رہے تھے جیسے کوئی اور کمرے میں موجود ہی نہ ہو۔

"تمہیں اگر عطاالرحمٰن پسند نہیں ہے تو میں خود تمہارے تایا سے بات کر لیتا ہوں۔" داجی کی بات پر وہ الجھا۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔" وہ واقعی کسی گہری الجھن میں مبتلا تھی۔ لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ وہی بسمہ خالد ہے جو کورٹ میں پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلے کی تہہ تک ایک منٹ میں پہنچ جاتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی زندگی کے معاملے میں اس قدر کشمکش و پیچ کا شکار تھی۔

"ٹھیک ہے، پھر آپ جاؤ، ریسٹ کرو، مجھے کچھ سوچنے دو۔۔۔" داجی کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے نکل گئی۔ داجی اب اسکی طرف متوجہ ہوئے جو دنیا جہان کی بیزاری اپنے چہرے پر سجائے بیٹھا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا۔۔۔؟؟؟" وہ اس کے مزاج آشنا ہونے کا دعوی یونہی تو نہیں کرتے تھے۔

"کچھ نہیں۔۔۔ کب چلنا ہے یہاں سے داجی۔۔۔" وہ واقعی سخت بور ہو چکا تھا۔

"بس ایک دو دن اور۔۔۔" ان کی بات پر اُسے کرنٹ ہی تو لگا تھا۔ "کیا۔۔۔؟؟؟ دو چار دن اور۔۔؟؟؟" وہ ایک دفعہ پھر بدمزہ ہوا۔

"تم اگر بور ہو رہے ہو تو میں تمہیں واپس بھجوا سکتا ہوں اسلام آباد، میں ایک دو دن بعد آ جاؤں گا۔" ان کی بات پر وہ جھنجھلا اٹھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی داجی، جب آپ نے مجھے ڈھنگ سے کوئی بات تو بتانی نہیں ہے تو میں یہاں بیٹھ کر مکھیاں ماروں۔"

"اچھا، پوچھو، کیا پوچھنا ہے۔۔۔؟؟؟" انکی اگلی بات نے احیان کو حیران کیا۔

"یہ بسمہ آپکی کیا لگتی ہے۔۔۔؟؟؟"

"کچھ بھی نہیں۔۔۔"

"تو پھر ہم یہاں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔؟؟" وہ بیزار سے انداز سے کھڑا ہو گیا۔

"کسی کا مسئلہ حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اگلے بندے کے ساتھ آپکا کوئی تعلق یا رشتے داری ضرور ہو۔؟" داجی کے سنجیدہ انداز پر وہ چونکا۔

"کوئی نہ کوئی تو لنک ضرور ہوتا ہے، ورنہ ہم کیوں کسی کے لیے ایسے خوار ہوں۔۔" احیان نے طنزیہ انداز سے انہیں دیکھا۔

''تمہیں کس نے کہا، میں خوار ہو رہا ہوں۔۔۔'' داجی کی بات پر وہ ٹپٹا سا گیا۔
''میں تو ہو رہا ہوں۔۔۔'' وہ یہ بات صرف سوچ سکتا تھا، کہنے کی صورت میں داجی کی دل آزاری یقینی تھی۔ اس لیے وہ چپ رہا۔
''بسمہ تمہارے تایا کی فیکٹری کے ایک مزدور کی بیٹی ہے۔۔۔'' داجی کی بات پر اُسے کرنٹ سا لگا۔ آج سے بیس سال پہلے جب بسمہ صرف چار سال کی تھی، اسکے والد فیکٹری میں ایک کرین سے ٹکرانے سے اپنی ٹانگوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔'' داجی نے آخر اپنی پوٹلی کھول ہی دی تھی۔
''پھر۔۔۔؟؟؟'' وہ سخت حیران ہوا۔
''تمہارے تایا نے اسکی مدد کرنے سے انکار کر دیا، تب بسمہ کی دادی زیتون بیگم روتی ہوئیں میرے پاس آئیں۔۔۔'' داجی مضطرب انداز میں کھڑے ہوئے۔
''پھر کیا ہوا۔۔۔؟؟؟'' وہ بے تاب انداز سے گویا ہوا۔
''اسکی دادی نے بتایا کہ رشتے داروں نے بھی ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے اور حتی کہ بسمہ کے چچا اور تایا بھی کسی قسم کی مالی اسپورٹ کرنے کو تیار نہیں۔'' داجی نے سنجیدگی سے اس کہانی کے کچھ اور پہلو کھولے۔۔۔
''اوہ۔۔۔۔'' اسے افسوس ہوا۔''
''بسمہ کی والدہ کا انتقال اسکی پیدائش پر ہو گیا تھا۔ اسکی دادی اور باپ پر ہی اسکی ساری ذمے داری تھی۔۔۔''
''پھر۔۔۔؟؟؟''
''بس میں نے اسکے والد کی ماہانہ بنیادوں پر مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا، جب تک اسکے والد زندہ رہے، انہی کا میرے ساتھ رابطہ رہا۔'' داجی نے مزید بتایا۔
''اب کیا انکا انتقال ہو چکا ہے۔۔۔''؟
''ہاں آج سے کچھ سال پہلے جب بسمہ نے گریجویشن کیا تھا۔'' داجی کی بات پر اسے مزید افسوس ہوا۔
''تب اسکی دادی نے دوبارا مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ بسمہ لاء پڑھنا چاہتی ہے۔ میں نے اسکا ایڈمیشن کروا دیا اور اسکے فادر کی وفات کے بعد بھی اسکی جاب ہونے تک امداد کا سلسلہ جاری رکھا۔''

''اچھا۔۔۔تو یہ بات ہے۔۔۔''احیان کو ساری بات سمجھ میں آ گئی۔

''لیکن جیسے ہی بسمہ پریکٹیکل لائف میں آئی تو اس کی دادی نے بتایا کہ اب انہیں مزید اسپورٹ کی ضرورت نہیں۔۔۔''

''تو آپ کبھی نہیں ملے تھے ان سے۔۔۔''وہ جلدی سے بولا تھا۔

''نہیں۔۔۔۔''داجی کی بات نے اُسے حیران کیا۔''کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔حتیٰ کہ میری تو کبھی بسمہ سے بھی بات نہیں ہوئی تھی۔اصل میں اسکی دادی نے بہت عرصے کے بعد اُسے بتایا تھا کہ گھر کے مالی معاملات کس طرح سے چلتے رہے ہیں۔۔''

''تو اب اسے کیا مسئلہ ہے۔۔۔؟؟''احیان نے الجھن بھرے انداز سے پوچھا۔

''زیتون خاتون کے انتقال کے بعد اب ان کے سارے ہی رشتے دار اٹھ کر آ گئے ہیں۔اسکے تایا اپنے بیٹے کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں بسمہ سے۔۔''انہوں نے اصل بات بتائی جسے سنتے ہی احیان کو غصہ آ گیا۔

''اور آپ ان خودغرض اور مفاد پرست لوگوں میں شادی کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں اسے۔۔۔''

''میں نے اسے کبھی مشورہ نہیں دیا، ہمیشہ اسکی رائے کا احترام کیا ہے، وہ میرے لیے بالکل عمارہ کی طرح ہے۔''داجی نے اپنی اکلوتی پوتی کا نام لیا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے ایسے لوگوں کے ساتھ کوئی رشتہ قائم کرنے کی، جنہوں نے اتنے مشکل وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔''احیان کا بے لاگ تبصرہ بسمہ نے بیٹھک میں داخل ہوتے ہوئے بقائمی ہوش و حواس سنا تھا۔وہ جو کھانے کی ٹرے لیے اندر آ رہی تھی۔اسے سامنے دیکھ کر احیان ایک دم ٹپٹا سا گیا۔

''داجی کھانا۔۔۔۔''بسمہ کی بات پر احیان بُری طرح چونکا۔بسمہ نے انہیں ''شاہ جی'' سے ''داجی'' کہنا کب شروع کیا۔اسے پتا ہی نہیں چلا۔

''میز پر رکھ دو بیٹا، میں ہاتھ دھو کر آتا ہوں۔۔۔''داجی فوراً واش روم کی طرف بڑھے۔

''کچھ باتیں کہنا جتنا آسان ہوتا ہے ان پر عمل درآمد کرنا اتنا ہی مشکل۔۔۔''وہ احیان سے مخاطب ہوئی۔

''میں صرف اتنا جانتا ہوں، آپ کے لیے کوئی بھی چیز مشکل نہیں ہونی چاہیے نہ کمرہ عدالت میں اور نہ زندگی کے میدان میں۔۔''احیان کی بات پر اس نے چونک کر اس شخص کا چہرہ دیکھا۔اسکی آنکھیں بالکل داجی کی طرح تھیں۔

''یہ کوئی عدالت کا کٹہرہ نہیں ہے جہاں میں دلائل کے ساتھ مخالف گروپ کو لاجواب کردوں۔ ذاتی زندگی میں انسان کو بہت کچھ دیکھنا پڑتا ہے۔''بسمہ کی بات پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ احیان کے چہرے پر ابھری۔

''اپنی ذاتی زندگی کو دوسروں کی پسند نہ پسند پر داؤ پر لگانا بھی کوئی عقلمندی نہیں۔۔۔''وہ داجی کو واش روم سے باہر نکلتے دیکھ کر خود بھی ہاتھ دھونے کے لیے بڑھ گیا لیکن جاتے جاتے وہ بسمہ کو کسی گہری سوچ میں مبتلا کر گیا تھا۔

''آؤ بیٹا، تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ ناں۔۔۔''داجی نے محبت بھرے انداز سے اُسے کہا۔ وہ چونکی۔''نہیں داجی مجھے بھوک نہیں ہے۔''وہ کمرے سے نکل گئی۔

''تم کرو گے بسمہ سے شادی۔۔۔؟؟؟''داجی نے کھانا کھاتے ہوئے بڑے عام سے انداز میں اچانک پوچھا، اُس کے ہاتھ سے نوالہ گر گیا۔

''کیا کہا آپ نے۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟''احیان کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا

''میں نے پوچھا ہے کہ تم بسمہ سے شادی کرو گے۔۔۔؟؟؟''داجی نے ایک دفعہ پھر مکمل اطمینان سے پوچھا، دوسری طرف بسمہ جو کہ سویٹ ڈش لیے ہوئے دوبارا بیٹھک کی طرف آرہی تھی، داجی کی بات سن کر اسے جھٹکا سا لگا، وہ دروازے کے پردے کے پیچھے ہی رک گئی۔

''داجی مذاق کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔؟؟؟''احیان سنبھل کر بولا۔

''تمہارا اور میرا مذاق کا رشتہ ہے کیا۔۔۔؟؟؟''داجی ٹھیک ٹھاک بُرا مان گئے۔

''آئی ایم سوری داجی، مجھے یہ پرپوزل کچھ مناسب نہیں لگ رہا اپنے لیے۔۔۔''اُس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔ باہر کھڑی بسمہ کو دھچکا سا لگا۔

''اس لیے کہ اس کا باپ مزدور تھا۔۔۔۔؟''داجی کی بات پر احیان نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

''مجھے تو آج پتا چلا ہے تم بھی اپنے والدین کی طرح ہی اسٹیٹس کونشس ہو، مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں، یہ تمہاری زندگی ہے تم اپنے لیے بہتر فیصلہ کر سکتے ہو۔''احیان کی مسلسل خاموشی اس بات کی گواہ تھی کہ داجی بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ دروازے کے پردے کے پیچھے کھڑی بسمہ کو ایسے لگا جیسے مری کے سارے پہاڑ اڑتے ہوئے اس کے وجود سے آٹکرائے ہوں اور اس کا وجود ہزاروں حصّوں میں تقسیم ہو رہا ہو۔۔۔ وہ اذیت کی انتہا پر تھی۔

☆......☆......☆

سمہ سویٹ ڈش لے کر پلٹ گئی تھی۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے کئی سال پہلے ایک کرین اس کے باپ کے وجود سے ٹکرائی تھی اور انہیں اپاہج کر گئی تھی، آج بہت سالوں کے بعد ایک بلڈوزر اُس کے وجود کے پرخچے اڑا گیا تھا۔

بسمہ خالد کو پہلی دفعہ محسوس ہوا اعلیٰ تعلیم، اچھی جاب اور معاشرے میں موجود بہترین مقام بھی کچھ نہیں ہے کیونکہ دنیا ہمیشہ کسی بھی شخص کو اہمیت دینے کے لیے اُس کے شجرہ نسب میں جو چیز پہلے کھنگالے گی وہ اس کے آباء و اجداد کا اسٹیٹس اور معاشی حیثیت ہوگی۔ وہ کتنی بھی لینڈ لارڈ کیوں نہ ہو اُسکے مخالفین اور حاسدین ہمیشہ اُسے خالد مغل مزدور کی بیٹی کے حوالے سے متعارف کروائیں گے۔ اس سوچ نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے کافی دیر تک بے آواز آنسو بہتے رہے اور پھر کچھ سوچ کر وہ داجی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ دونوں اب پہلی منزل پر موجود کمرے میں قیام پذیر تھے، کیونکہ مہمانوں کی بار بار آمد و رفت کی وجہ سے بیٹھک میں داجی کو خاصی ڈسٹربنس کا سامنا تھا۔

''میرا خیال ہے داجی عبدالرحمٰن کے رشتے میں بظاہر کوئی خامی بھی نہیں ہے۔'' وہ برتن اٹھانے آئی تو اس کا پر اعتماد انداز داجی کے ساتھ ساتھ احیان کو بھی چونکنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔ احیان نے ہلکا سا بوکھلا کر اس کا چہرہ دیکھا جو سپاٹ تھا لیکن آنکھیں سرخ تھیں۔ احیان کو ہلکی سی ندامت کا احساس ہوا۔۔

''لیکن اس کی کوالیفکیشن۔۔۔۔۔'' داجی ہلکا سا اٹکے۔

''تو کیا ہوا۔؟؟؟'' وہ پھیکے سے انداز سے مسکرائی۔ ''میری ڈگریاں ہیں ناں۔۔۔'' اُس نے بات کو مذاق کا رنگ دینے کی ناکام کوشش کی۔

''لیکن تم اس سے اچھے کے لیے ڈیزرو کرتی ہو بسمہ۔۔۔'' داجی نے خلوص دل سے کہا، جس کی تصدیق احیان کے دل نے بھی فوراً کی۔

داجی اور بسمہ کے درمیان اس موضوع پر باقاعدہ ایک بحث شروع ہو گئی تھی اور اس گفتگو کے دوران احیان اپنی پوزیشن خاصی اکوارڈ محسوس کر رہا تھا۔ اس لیے اُس نے سائیڈ میز پر رکھا ایک پرانا سا اخبار اٹھایا اور زبردستی اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

''ارے چھوڑیں داجی، سوسائٹی کے اپنے معیارات ہیں۔ بسمہ خالد ایل ایل ایم کے بعد کہیں مجسٹریٹ بھی لگ جائے، رہے گی تو خالد مغل مزدور کی بیٹی ناں۔'' اُس کے استہزائیہ انداز پر احیان کے ساتھ ساتھ داجی کو

بھی جھٹکا لگا۔

داجی نے گلہ آمیز نگاہوں سے احیان کی طرف دیکھا جو بوکھلا کر پراپرٹی ڈیلنگ کے اشتہارات پر باقاعدہ جھک سا گیا تھا۔اب وہ زبردستی خالی دماغ کے ساتھ ان اشتہارات کو پڑھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

''تو کیا ہوا۔۔۔'' داجی نے لاپرواہ انداز سے اپنے سامنے کھڑی بسمہ کو دیکھا جو کچھ بکھری بکھری سی لگ رہی تھی۔ ''یہ سب انسان کے اپنے اندر کے کمپلیکسز ہوتے ہیں، جو وہ دوسروں کی ذات میں تلاش کرتا ہے۔'' داجی نے سنجیدگی سے اُسے سمجھانے کی کوشش کی۔

''کچھ بھی ہو انسان کو اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہیے، ورنہ لوگ اُسے یاد دلانے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔'' وہ خالی برتن ٹرے میں رکھ کر فوراً کمرے سے نکل گئی۔اس

کا لہجہ خاصا جتاتا ہوا تھا۔

''کہیں اس نے ہماری باتیں تو نہیں سن لیں۔۔۔؟؟؟'' داجی نے ہلکا سا گھبرا کر احیان کا پریشان چہرہ دیکھا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں۔۔۔'' اُس نے صاف دامن بچایا۔

''اب اتنی بُری بھی نہیں ہے بسمہ کہ تم کچھ کہہ ہی نہ سکو۔۔۔'' داجی کو نہ جانے کیوں اُس پر غصّہ آیا۔

''میں نے کب کہا کہ وہ بُری ہے۔۔۔'' احیان کا مزاج برہم ہوا۔ ''میں نے ابھی کھل کر بات نہیں کی اور آپ نے فوراً مجھ پر اسٹیٹس کونشس ہونے کا فتویٰ بھی لگا۔

دیا۔'' احیان نے بُرا سا منہ بنا کر احتجاج کیا۔ ''آپ بھی بعض دفعہ حد کر دیتے ہیں داجی۔۔۔''

''تو تمہارا اُس بات کا مطلب کیا تھا۔۔'' داجی نے کڑے تیوروں سے اپنے پوتے کو دیکھا جو بچوں کی طرح منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

''میں نے تو ان حالات میں اس طرح شادی کرنے کو نامناسب کہا تھا، لیکن آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور مجھے کھری کھری سنانی شروع کر دیں۔'' وہ ناراضگی کے باقاعدہ اظہار کے لیے کمرے سے باہر نکل آیا۔داجی ہکا بکا رہ گئے۔وہ جیسے ہی باہر نکلا، اُس نے بسمہ کو اونچی نیچے راستوں پر چلتے ہوئے دیکھا۔

وہ نیچے وادی کی طرف جا رہی تھی۔احیان اپنی سوچوں میں گم اُس کے پیچھے چل پڑا۔وہ چلتے چلتے رکی اور ایک سائید پر رکھے بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔احیان کو ایک دم ہی اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا۔پہلے تو وہ دائیں

بائیں یونہی دیکھتا رہا اور پھر وہ فطرت کے خوبصورت نظاروں میں کھو گیا تھا۔ اُس نے اپنے سیل فون سے اردگرد کے ماحول کی تصویریں بنانی شروع کر دیں۔ بسمہ جس جگہ پر بیٹھی تھی اُس کے بالکل سامنے والے پہاڑ سے ایک آبشار تسلسل سے بہہ رہی تھی۔ پانی کے گرنے کی آواز خاموشی میں چاروں طرف پھیل رہی تھی۔

احیان نے اپنے سیل فون سے اس آبشار کی چند خوبصورت تصویریں بنائیں۔ وہ ایک خاص زاویئے سے اس پہاڑ کی تصویر بنانے کی کوشش کر رہا تھا اُس نے جیسے ہی اپنے سیل فون کے کیمرے کا بٹن دبانے کے لیے ہاتھ رکھا اُسی لمحے بسمہ نے اپنی گردن موڑ کر اچانک اسکی طرف دیکھا۔ احیان کے کیمرے کا بٹن دب چکا تھا اور منظر اس کے اندر قید ہو گیا۔ بسمہ کے چہرے پر پہلے حیرت اور پھر بے ساختہ ناگواری کے تاثرات ابھرے۔

''آئی ایم سوری، میں آپکی نہیں سامنے موجود پہاڑی کی تصویر لے رہا تھا۔۔۔'' احیان نے ایک دم شرمندہ ہو کر وضاحت دی۔

''میں جا رہی ہوں، آپ اب اطمینان سے جتنے چاہے فوٹوز لے سکتے ہیں۔'' وہ اُس کے پاس سے گذرتے ہوئے اُسے مزید خجالت کا شکار کر گئی۔

احیان خاموشی سے اُسی پتھر پر بیٹھ گیا، جہاں کچھ دیر پہلے بسمہ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے کی شرمندگی کے احساس کو ختم کرنے کے لیے اپنی بنائی ہوئی تصویریں دیکھنے لگا۔ فطرت کا حسن اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس کے کیمرے میں محفوظ ہو چکا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ساری تصویروں پر ایک نظر ڈالتا ہوا ایک تصویر پر جو رکا تو اس کی نظریں پلک جھپکنا بھول گئیں۔

خوبصورت سی آبشار کے سامنے بڑے سارے پتھر پر بیٹھی وہ لڑکی گردن موڑے پیچھے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسکی سحر انگیز آنکھوں میں حیرانگی کا ایک جہان آباد تھا۔ بڑی بڑی سیاہ آنکھوں کی گہرائی کیمرے کی آنکھ میں کسی حد تک نظر آ رہی تھی۔ احیان کو پہلی دفعہ احساس ہوا تھا کہ اس کی آنکھیں مدمقابل کو بے بس کر دینے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہیں۔ اُس کا دل ایک انوکھی سی لے پر دھڑکا۔ احیان کو یوں محسوس ہوا، جیسے اس کے اردگرد موجود فطرت کے تمام تر عناصر، پہاڑ، درخت، سبزہ، پتھر ہر چیز ہی اُس کے اوپر ہنس رہی تھی۔ وہ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ دل و دماغ دونوں ہی قابو سے باہر ہو گئے تھے۔ ہر طرف اُسے بسمہ کی حیران آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔

''کیا دو آنکھوں میں اتنی طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ اگلے بندے کو ایک لمحے میں زیر کر لیں۔۔۔'' وہ ایک ہی

بات سوچے جا رہا تھا۔

''پتا نہیں یار مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟؟؟'' اُس نے پھر گھبرا کر عماد کو کال ملا لی۔

''کہیں عشق وشق تو نہیں ہو گیا میرے شہزادے کو۔۔'' عماد اُس کا جگری دوست تھا، اس لیے بے تکلفی سے چھیڑ بیٹھا۔

''بکومت، مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہر جگہ پر بسمہ خالد کا چہرہ اُگ آیا ہے۔۔۔'' اُس نے چاروں طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے آہستگی سے عماد کو کہا، دل میں یہ خوف کہیں چھپا ہوا تھا کہ یہ اس کا علاقہ ہے۔ یہاں کی ہر چیز اُس کی ہے، کوئی بھی احیان کے دل کی مخبری آرام سے کر سکتا ہے۔

''میری مانو، اپنا بوریا، بستر باندھو، اور واپس آ جاؤ۔۔۔'' عماد کا مشورہ اُسے زہر لگا۔

''میرا تو دل کر رہا ہے کہ مستقل یہیں کہیں ڈیرے ڈال لوں۔۔'' اُس کے منہ سے بے ساختہ پھسلا۔

''پھر ایسے کرو، اپنی دوسری نئی فیکٹری کے لیے جگہ یہیں کہیں پہاڑوں کے درمیان دیکھ لو۔۔۔'' عماد نے مفت مشورہ دیا۔

''میں نے فیکٹری بنانی ہے، کالا باغ ڈیم نہیں۔اس لیے تم اپنے فضول مشورے اپنے پاس رکھو۔'' احیان کو اس وقت کوئی بھی بات اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

''بیٹا، محبوب کے نگر کی گلیاں، کوچے، بازار، ہوائیں، ساری ایسی ہی لگتی ہیں۔اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔'' عماد اب کھل کر اُس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

''میں نے تو لگتا ہے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر لی، جو یہ بات تم سے شیئر کر بیٹھا۔۔۔'' احیان نے ٹھیک ٹھاک بُرا مان کر فون بند کر دیا۔ ٹھیک ایک منٹ کے بعد عماد کی دوبارا سے کال آنے لگی تھی جو احیان نے بُرے طریقے سے ریجیکٹ کر کے فون کی آواز ہی بند کر دی تھی۔

''تمہارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے احیان۔۔۔۔'' رات کو دا جی نے اچانک ہی اُسے مخاطب کیا وہ جو پلنگ پر لیٹا ایک دفعہ پھر سیل فون سے اپنی بنائی ہوئی تصویریں دیکھ رہا تھا۔ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

''کیوں، کیا ہوا دا جی۔۔۔؟؟؟'' اُس نے سوالیہ نگاہوں سے دا جی کی طرف دیکھا جن کی کھوجتی نگاہیں اپنے پوتے پر ٹکی ہوئی تھیں۔

''پچھلے ایک گھنٹے سے تم سیل فون پر پتا نہیں کون کون سی تصویریں دیکھنے میں مگن ہو، کیا کوئی خاص فوٹو گرافی کرلی ہے۔۔'' داجی نے لگتا تھا اُس کا بغور مشاہدہ کیا تھا۔

''نہیں داجی، بس ایسے ہی ادھر اُدھر کی تصویریں ہیں۔۔۔'' اُس نے صاف ٹالنے کی کوشش کی، جو خاصی مہنگی پڑ گئی۔

''اچھا، ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔۔۔'' داجی کی بات نے اُس کے چھکے چھڑا ئے۔

''ارے آپ کیا دیکھیں گے اسے۔۔۔'' اُس نے دانستہ لاپرواہ انداز اپنایا۔ ''یہ بتائیں بسمہ کے رشتے کا کیا بنا۔؟؟؟'' وہ ایک دفعہ پھر لیٹ گیا۔

''میرا خیال ہے کہ عبدالرحمٰن کے ساتھ اس کی بات پکی ہوگئی ہے۔۔۔'' داجی کی بات پر احیان کا سارا سکون غارت ہوا۔ وہ فوراً اٹھ بیٹھا۔

''وہ جو لمبا سا پہاڑی لڑکا تھا۔۔۔'' احیان کو ایک دم ہی غصہ آیا۔

''ہاں وہی جس کی مال روڈ پر برگر کی شاپ ہے۔ بسمہ کے تایا کا بیٹا ہے۔۔'' داجی نے مزید اضافہ کیا۔

''وہ لڑکا بسمہ کے لیے کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں ہے۔۔۔'' وہ جو چائے کی ٹرے لیے اندر داخل ہو رہی تھی اُس نے بقائمی ہوش وحواس احیان کا جملہ سنا۔ داجی اور وہ دونوں اُسے ایک دم سامنے دیکھ کر گڑ بڑا سے گئے۔ احیان نے فوراً ہی سیل فون منہ کے آگے کرلیا۔

''مناسب یا نہ مناسب کا فیصلہ، لوگ نہیں وقت اور حالات کرتے ہیں۔'' اُس نے چائے کی پیالی احیان کی طرف بڑھاتے ہوئے اُسے براہ راست مخاطب کیا، احیان ایک لمحے کو ٹپٹا سا گیا، وہ داجی کے سامنے اُسے ذرا کم ہی مخاطب کرتی تھی لیکن آج تو اس کے سارے ہی انداز بدلے ہوئے تھے۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹا۔۔۔'' داجی نے سنجیدگی سے مزید اضافہ کیا۔۔

''بعض دفعہ وقت سب سے بڑا منصف ہوتا ہے اور وقت کے فیصلوں کے آگے کسی کی نہیں چلتی۔'' داجی نے سنجیدہ انداز میں تبصرہ کیا۔

''اور بعض دفعہ حالات بھی انسان کو بے بس کر دیتے ہیں۔۔۔'' اُس نے چائے کی ٹرے چھوٹی میز پر رکھتے ہوئے کہا، وہ اور داجی دونوں چپ رہے۔ کمرے میں ایک محسوس کی جانے والی خاموشی چاروں طرف پھیل

گئی۔تینوں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔اس خاموشی کو توڑنے کی جرأت بسمہ نے ہی کی تھی۔

''رات کے کھانے میں آپ کے لیے حلیم بنواؤں داجی۔۔۔''بسمہ کا ہلکا پھلکا انداز احیان کو سلگا گیا۔

''ارے نہیں بیٹا،ہم لوگ اب چائے پی کر اسلام آباد کے لیے نکلیں گے۔۔''داجی کی اگلی بات پر احیان کو زوردار سا جھٹکا لگا۔اُس کے ہاتھ میں پکڑی پیالی سے تھوڑی سی چائے چھلک کر اُس کے دوسرے ہاتھ پر جا گری۔اُس کے منہ سے بے ساختہ سی کی آواز نکلی۔بسمہ بے اختیار اٹھی۔اُس نے فوراً ہی اپنے دوپٹے سے اسکا ہاتھ صاف کیا۔دوپٹے پر چائے کے بڑے واضح داغ لگ گئے تھے۔

''ہاتھ زیادہ تو نہیں جلا۔۔۔''داجی فکر مندی سے پوچھ رہے تھے۔

''ہاتھ تو نہیں لیکن آپ دونوں کی باتیں میرا دل ضرور جلا گئی ہیں۔۔''وہ یہ جملہ دل ہی دل میں سوچ کر رہ گیا۔اُس نے نفی میں سر ہلا کر داجی کو تسلی دی۔

''آپ یہ برنال لگا لیں۔ہاتھ پر آبلہ نہیں بنے گا۔''وہ اندر سے ایک کریم اٹھائے دوبارا اُس کے پاس آئی۔

''جتنے آبلے اس وقت میرے دل پر بن چکے ہیں ،ان پر وقت ہی مرہم لگا سکتا ہے یہ برنال نہیں۔۔۔''احیان یہ فقرہ بھی دل ہی دل میں سوچ کر رہ گیا۔

''ادھر دکھائیں، میں لگا دیتی ہوں۔۔۔''وہ خاصی پر اعتماد تھی۔

''اٹس۔اوکے۔۔۔''احیان نے بڑے محتاط انداز سے اس سے برنال پکڑی اور اپنے ہاتھ پر لگانی شروع کر دی۔

''احیان بیٹا، جلدی کرو،ہمیں نکلنا چاہیے۔۔۔''داجی کا عجلت بھرا انداز آج احیان کو بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

''داجی موسم خاصا خراب ہے آج۔۔۔''بسمہ نے کھڑکی کا پردہ ہٹا کر دیکھا، سیاہ بادل بھوربن کی فضاؤں کو اپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔احیان نے مشکور نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

''ارے نہیں بیٹا، مری میں تو معمول کا موسم ہے۔۔۔''داجی نے اس کی بات کو چٹکیوں میں اڑایا۔

''میرا تو خیال ہے، آپ لوگ صبح نکل جائیں، اب تو ویسے بھی رات کے دس بجنے والے ہیں۔''بسمہ کی بات پر اُس نے فوراً تائیدی نگاہوں سے داجی کی طرف دیکھا۔

''تم کیا کہتے ہو احیان۔۔۔؟؟'' داجی نے اچانک ہی اُسے مخاطب کیا۔
''جو آپکی مرضی داجی۔۔۔'' اُس نے اپنی طرف سے فرمانبرداری کا بھرپور مظاہرہ کیا، جو آج کی تاریخ میں اُسے خاصا مہنگا پڑا۔
''میرا تو خیال ہے کہ بس اللہ کا نام لے کر نکلتے ہیں۔۔۔'' داجی کی بات پر وہ ایک دفعہ پھر بے سکون ہوا۔
''کوئی ضرورت نہیں ہے داجی۔۔۔'' بسمہ نے اپنائیت سے انکی بات رد کی۔ ''مجھے ٹینشن رہے گی، صبح اطمینان سے چلے جایئے گا۔'' وہ ٹرے میں کپ رکھ کر اب بڑے آرام سے کمرے سے نکل گئی۔
''اس نے اب کیا سوچا ہے۔۔۔؟؟؟'' احیان نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرتے ہوئے محتاط انداز سے داجی کو مخاطب کیا جو وہاں رکھی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھا کر مطالعہ شروع کر چکے تھے۔
''کس نے۔۔۔؟؟؟'' داجی نے حیرانگی سے احیان کو دیکھا، جو گرم کمبل میں گھسا بیٹھا تھا۔
''بسمہ نے۔۔۔'' وہ ہلکا سا گڑبڑایا۔
''کس چیز کے بارے میں۔۔۔'' داجی نے آج کوئی بات بھی خود سے نہ سمجھنے کی قسم کھا رکھی تھی۔
''یہی کہ وہ اسلام آباد میں کیسے رہے گی، پہلے تو اسکی دادی ساتھ تھیں۔۔۔'' احیان نے خود ہی ڈھیٹ بن کر تفصیل سے بات کا آغاز کیا۔
''میں نے پوچھا تھا اُس سے۔۔۔'' داجی نے کتاب بند کی۔ ''کہہ رہی تھی کہ کوئی بیوہ پھپھو ہیں جن کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ اسکے ساتھ جائیں گی۔۔''
''اوہ۔۔۔'' احیان نے اطمینان بھرا سانس لیا۔
''ویسے تمہیں بیٹھے بیٹھائے کہاں سے بسمہ کی ٹینشن اسٹارٹ ہو گئی۔۔'' داجی نے کھوجتی نگاہوں سے اُسے دیکھا تو وہ فوراً اپنے سیل فون پر جھک گیا۔
''میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا۔'' اُس نے فوراً بات بدلنے کے لیے مزید کہا۔ ''صبح کتنے بجے نکلنا ہے۔۔۔؟؟؟''
''بس ناشتہ کرتے ہی نکل پڑیں گے۔'' داجی نے جمائی لی اور کتاب بند کر دی، وہ اب سونے لگے تھے۔ احیان نے وال کلاک کی طرف دیکھا رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ داجی پندرہ منٹ کے بعد ہی گہری نیند

میں تھے۔وہ دونوں آج ان کی پہلی منزل پر بنے کمرے میں تھے ،جس کے آگے چھوٹی سی ٹیرس نما گیلری تھی ۔احیان اٹھ کراس گیلری کی طرف چلا آیا۔مری کا موسم آج ہڈیوں کو چیر دینے والی سردی پر مشتمل تھا،لیکن احیان آج موسموں کی شدت سے بے نیاز تھا۔تیز برستی ہوئی بارش کے ساتھ ٹھنڈی اور یخ ہوا نے اس کی ساری نیندغارت کردی تھی۔

وہ گرل کو پکڑ کر جھک کرگلی میں دیکھنے لگا۔ہر چیز رات کی تیرگی میں ڈوبی ہوئی تھی،کہیں کہیں گھروں میں جلتے ہوئے بلب دور سے ایسے لگ رہے تھے جیسے کسی نے پہاڑوں پر ننھے ننھے سینکڑوں دیئے جلا کرر کھ دیے ہوں۔

''یہاں کا موسم انسان کی طبیعت کو بہت اپ سیٹ کر دیتا ہے۔آپ اندر چلے جائیں۔''وہ سیاہ رنگ کی شال اوڑھے ساتھ والے کمرے سے باہر نکلی اور بالکل اس کے برابر آن کھڑی ہوئی۔

''آپ کے گیسٹس چلے گئے۔۔۔؟؟؟؟''احیان نے گھر میں پھیلی ہوئی خاموشی سے اندازہ لگایا۔۔

''جی سب چلے گئے۔۔۔''وہ ہاتھ آگے کر کے بارش کی بوندوں کو محسوس کرنے لگی۔

''یہاں ہر وقت کے گیلے موسموں سے آپ کو وحشت نہیں ہوتی۔۔۔''احیان نے اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑی لڑکی کو غور سے دیکھا جو آج اُسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس ہو رہی تھی۔

''میں یہاں رہی ہی کب ہوں۔۔۔''وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔''بس کبھی کبھار دادی کے ساتھ چھوٹی بڑی عید پر آنا ہوتا تھا۔اب تو وہ بھی ختم ہو جائے گا۔''

''ختم کیوں،اب تو آپ نے مستقل ڈیرے ہی یہیں ڈالنے کا پروگرام بنالیا ہے۔''احیان کے لہجے کی کاٹ پر وہ ہلکا سا چونکی۔

''کیا مطلب۔۔۔؟؟؟''اُس نے بھنویں اچکا کر دیکھا۔

''آپ کے عبدالرحمٰن صاحب جو یہیں رہتے ہیں۔۔۔''احیان کے طنزیہ لہجے پر ایک مبہم سی مسکراہٹ اُس کے چہرے پر پھیلی۔

''آپ کو عبدالرحمٰن کے نام پر اتنا غصہ کیوں آتا ہے۔۔۔''اُس نے احیان کو سراسر چڑایا،وہ آہستہ آہستہ اپنی فارم میں واپس آرہی تھی احیان کو اس بات کا اندازہ ہو رہا تھا۔وہ اب مزے سے دونوں ہتھیلیاں پھیلائے بارش کے قطرے سمیٹ رہی تھی۔

''میں بھلا کیوں اس سے چڑنے لگا، میرا اُس سے رشتہ ہی کیا ہے۔۔۔'' وہ صاف مکر گیا۔

''اچھا۔۔۔ مجھے پتا نہیں کیوں، ایسا محسوس ہوا۔۔۔'' اُس نے بھی مزید بحث نہیں کی۔

''میرا خیال ہے کہ آپ اندر چلے جائیں، ٹھنڈ سے بیمار پڑ جائیں گے۔'' اسکا فکر مند انداز احیان کو اچھا لگا تھا۔

''تو آپ کو کیا فرق پڑے گا۔۔۔'' اُس نے فوراً ڈائیلاگ مارا۔

''فرق مجھے نہیں آپ کو ضرور پڑے گا، کیونکہ آپ ان موسموں کے عادی نہیں۔۔۔'' وہ لاپرواہی سے گویا ہوئی۔

''اب اتنا بھی نازک مزاج نہیں ہوں میں لڑکیوں کی طرح۔۔۔'' اُس نے اپنی طرف سے خاصا فخریہ انداز اپنایا تھا، جو اُسے فوراً مہنگا پڑ گیا۔ سردی کی شدت سے ناک میں خارش ہوئی اور اگلے ہی لمحے وہ لمبی لمبی چھینکیں مار رہا تھا۔ بسمہ کھل کر مسکرائی۔

''میں نے کہا تھا ناں۔۔۔'' وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

''فلو تو مجھے شام سے تھا۔۔۔'' احیان نے صاف جھوٹ بولا۔

''جی مجھے اندازہ ہے، جب آپ تصویریں بنا رہے تھے تو خاصی طبیعت خراب تھی آپ کی۔۔۔'' بسمہ کے طنزیہ انداز نے احیان کی طبیعت صاف کی۔

''بائی دا وے، آپ نے کہیں قانون کی ڈگری کے ساتھ ساتھ ایڈیشنل طنزیات کی ڈگری تو نہیں لے رکھی۔؟؟؟'' وہ بُری طرح سے چڑا۔

''ابھی لی تو نہیں، لیکن مستقبل میں لینے کا ارادہ ضرور ہے۔۔۔'' وہ مکمل اطمینان سے بولی۔ احیان چپ رہا۔ اتنا تو اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس سے بحث میں جیتنا آسان نہیں ہے۔

''آپ اندر چلیں، میں گرین ٹی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔'' اُس نے بات بدلی۔

''تھینکس۔۔۔'' اُس نے ناراض لہجے میں مزید کہا۔'' آپ اندر جا سکتی ہیں۔ میں ابھی کچھ دیر یہیں رکوں گا۔۔'' وہ جم کر کھڑا ہو گیا، حالانکہ سردی کی شدت سے پورا جسم دہائی دے رہا تھا لیکن ایک لڑکی کے سامنے اس کی انا اجازت نہیں دے رہی تھی کہ وہ اس کی بات کو تسلیم کر لے۔ بسمہ نے کچھ لمحے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

''آپ شکل سے اتنے ضدی لگتے تو نہیں ہیں۔۔۔''

''میں جتنا ضدی ہوں، اتنا تو واقعی شکل سے نہیں لگتا،لیکن آپ میری ممی سے یا داجی سے پوچھ سکتی ہیں۔''احیان کی بات پر وہ حیران ہوئی۔

''ایک دفعہ کسی چیز کا ارادہ کرلوں تو پھر پیچھے پلٹتا نہیں ہوں۔''اُس نے مزید کہا اور سر اٹھا کر آسمان کو دیکھا،ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے فل رفتار سے آسمان کا شاور کھول رکھا

ہو۔بارش پوری قوت سے برس رہی تھی۔وہ خاموشی سے اندر چلی گئی۔

''یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے آخر۔۔۔''احیان کو ایسا لگا جیسے وہ کسی نظر کے حصار میں ہے اور یہ نظر بسمہ کے علاوہ کس کی ہو سکتی تھی بھلا۔اسی خوش فہمی کی وجہ سے وہ ڈھیٹ بن کر وہیں کھڑا رہا۔ٹھنڈ سے پورا جسم اکڑنے کو قریب تھا لیکن انا کی جنگ میں ہتھیار ڈالنا آسان نہیں تھا۔

''یہ لیں،گرین ٹی اور پیناڈول۔۔۔''وہ دس منٹ کے بعد گرما گرم گرین ٹی کے ساتھ حاضر تھی۔احیان نے چونک کر اس کی طرف دیکھا،وہ دوستانہ مسکراہٹ لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''لے لیں،میں نے اس میں کوئی زہر نہیں ملا رکھا۔۔۔''اُس کے ہلکے پھلکے انداز پر احیان نے کچھ سوچ کر کپ اُس سے پکڑ لیا۔

''ادھر روم میں آکر بیٹھ کر پی لیں گے تو میری ذات پر بہت بڑا احسان ہوگا آپ کا۔۔''احیان نے اسکی طرف دیکھا جو اپنے کمرے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔وہ کچھ سوچ کر اس کے پیچھے چلا آیا۔کمرے میں اندر داخل ہوتے ہی پورے جسم کو سکون کا احساس ہوا۔ایک انگیٹھی میں کافی سارے کوئلے دہک رہے تھے جنہوں نے کمرے کا ماحول خاصا گرم کر رکھا تھا۔احیان کو اندر آکر فوراً احساس ہوا کہ وہ باہر کھڑا ہو کر کتنی بڑی بے وقوفی کا مرتکب ہو رہا تھا۔سامنے پلنگ پر اس کی پھپھو گہری نیند سو رہی تھیں۔وہ خاموشی سے آکر بیٹھ گیا اور گرین ٹی پینے لگا۔وہ کسی سوچ میں گم تھی۔خالی کپ رکھ کر وہ کھڑا ہوا تو بسمہ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔اس کی ایک نظر میں عجیب سا جہان آباد تھا۔احیان کے دل کو کچھ ہوا۔وہ گھبرا کر کمرے سے نکل گیا۔باہر بارش رک چکی تھی۔وہ کچھ لمحے کے لیے پھر باہر گیلری میں آکر کھڑا ہوا۔وہ اس کے پیچھے آئی تھی،احیان کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ اُسے کچھ کہنا چاہتی ہو۔

''کیا بات ہے بسمہ۔۔؟ کچھ کہنا ہے کیا۔؟''اُس نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا۔

''نہیں۔۔''وہ زبردستی مسکرائی۔''اپنا خیال رکھیں اور جا کر سو جائیں۔۔''وہ اپنی بات کہہ کر رکی نہیں اور

واپس پلٹ گئی۔ احیان جھنجھلا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پلنگ پر کافی دیر بیٹھنے کے بعد جا کر اُسے نیند آئی تھی۔ اگلی صبح وہ بخار کے ساتھ بیدار ہوا تھا۔

''تمہیں تو واقعی بہت تیز ٹمپریچر ہے۔۔۔'' داجی نے اُسکا ماتھا چھو کر فکر مندی سے کہا

''تو آپ کا کیا خیال ہے میں مذاق کر رہا تھا۔۔۔'' وہ روٹھے ہوئے بچے کی طرح کمبل اوڑھ کر بیٹھا تھا۔

''کس نے کہا تھا آدھی رات کو بسمہ کے ساتھ گیلری میں کھڑے ہو کر شوخیاں مارو۔۔۔'' داجی کی بات پر اُسے کرنٹ سا لگا۔ اُس نے فوراً نظر اٹھا کر داجی کی طرف دیکھا جو ٹوتھ پک اپنے دانتوں میں گھسائے مزے سے کھڑکی کے پاس کھڑے تھے۔

''آپ کو کس نے بتایا۔۔۔'' وہ شرمندہ ہوا۔

''جوان جہان اولاد ساتھ ہو تو والدین کو نظریں کھلی ہی رکھنا پڑتی ہیں۔۔۔'' انہوں نے شرارتی انداز سے اُسے مزید خفت میں مبتلا کیا۔

''بہت ہی تیز اور چالاک قسم کے والدین یہ کام آنکھیں بند کر کے بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔۔'' وہ منہ بنا کر گویا ہوا۔

''اب بیماری کا بہانہ بند کرو اور اپنا سامان اکٹھا کرو، ڈرائیور آنے والا ہے۔'' وہ مسکرائے۔

''آپ کا کیا خیال ہے میں یہاں بہانہ بنا کر بیٹھا ہوں، ایسی بھی کوئی جنت نہیں ہے یہ۔۔۔'' وہ سست سے انداز سے کھڑا ہوا، اتنا تو اسے بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ داجی آج خاصے ریلکس موڈ میں ہیں اور جب بھی ان کا ایسا مزاج ہوتا، وہ احیان سے ایسے ہی چھیڑ چھاڑ کرتے تھے۔

''اچھا۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تمہارا کچھ زیادہ ہی دل لگ گیا ہے یہاں۔۔'' وہ اپنا سوٹ الماری سے نکالتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بولے۔

''مجھے تو لگ رہا ہے، آپ کسی بیوہ شیوہ کے چکر میں بیٹھے ہیں یہاں۔۔۔'' احیان نے بھی اپنے زبان کے جوہر دکھائے۔

''استغفراللہ۔۔۔'' وہ بے ساختہ پلٹے۔''میں تمہارا دادا ہوں کوئی لفنٹر دوست نہیں۔۔۔'' انہوں نے یاد دلایا۔

''پتا ہے، پتا ہے مجھے سب۔۔۔'' وہ ناراض سے انداز سے اپنے بیگ میں ساری چیزیں ڈال رہا تھا۔فلو سے بُرا حال تھا،اوپر سے داجی کی باتیں اُسے تیر کی طرح لگ رہی تھیں۔وہ ہلکا سا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔

''داجی ڈرائیور نے ناشتہ کرلیا ہے۔۔۔'' رائل بلیو کلر کی شال میں وہ خاصی افسردہ اور تھکی تھکی سی لگ رہی تھی۔

''یہ ہمارا لڑکا بھی لڑکیوں کی طرح بیمار ہو کر بیٹھ گیا ہے،کوئی اچھا ڈاکٹر ہوگا یہاں۔۔۔'' داجی کا جملہ احیان کو زہر لگا۔بسمہ نے چونک کر احیان کی شکل دیکھی اور زیرلب مسکرائی۔شاید رات والی بات یاد آ گئی تھی۔

''جی داجی، مال روڈ پر ہے ہوسپٹل۔۔۔۔''

''اب ایسا بھی بیمار نہیں ہوں میں، کہ ہسپتال میں داخل ہونے کی نوبت آ جائے۔'' اُس نے ناگواری سے اپنے بیگ کی زپ بند کی۔

''لگتا ہے طبیعت زیادہ خراب ہے ان کی۔۔۔'' بسمہ نے پریشانی سے داجی کی طرف دیکھا۔

''طبیعت نہیں ''نیت'' خراب لگتی ہے مجھے اس کی۔۔۔'' داجی ہنسے۔احیان نے خفگی بھرے انداز سے ان کی طرف دیکھا اور اپنا بیگ اٹھا کر احتجاجاً کمرے سے نکل گیا۔داجی اب بے اختیار ہنس رہے تھے۔بسمہ نے حیرانگی سے داجی کی طرف دیکھا۔''ان کو کیا ہوا۔۔۔؟؟؟''

''کچھ نہیں، کبھی کبھار میرے ساتھ مستیاں کرتا ہے یہ۔۔'' داجی کے لہجے میں احیان کے لیے محبت کا ایک جہان آباد تھا۔بسمہ کو بے اختیار اُس پر رشک آیا۔

''بس بیٹا، اب آپ بھی سنڈے کو پہنچیں اور اپنے کام پر واپس آئیں۔زندگی اسی کا نام ہے۔۔۔'' داجی نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہا۔

''تھینک یو داجی۔۔۔آپکا یہ احسان میں ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔۔۔'' بسمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

''داجی بھی کہتی ہو اور ایسی باتیں بھی کرتی ہو۔۔۔'' داجی نے شفقت بھرے انداز میں کہا۔

وہ بمشکل مسکرائی اور ان کے ساتھ باہر نکل آئی۔احیان گاڑی کی پچھلی سیٹ پر منہ پھلائے سنجیدہ سے انداز سے بیٹھا تھا۔وہ اس کے پاس آئی۔احیان فوراً باہر نکل آیا۔

''تھینک یو۔۔۔'' بسمہ نے نظر اٹھا کر احیان کی طرف دیکھا جو نظریں چرائے کھڑا تھا۔

''ٹیک کیئر یور سیلف۔۔۔'' وہ آہستگی سے بولا اور گاڑی میں دوبارا بیٹھ گیا۔ داجی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ڈرائیور نے گاڑی چلا دی تھی۔ احیان کو ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے جیسے گاڑی ان گلیوں سے نکلتی جا رہی تھی، ویسے ویسے اس کا دل بیٹھ رہا تھا۔ جب ڈیڑھ گھنٹے کے بعد وہ اسلام آباد کی حدود میں داخل ہوئے، احیان اپنا دل، اپنا دماغ اور اپنی سوچیں وہیں کہیں چھوڑ آیا تھا۔

☆......☆......☆

''تم انسان کب بنو گے۔۔۔'' عماد نے اُس دن اسکا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر غیر سنجیدگی سے پوچھا۔ دونوں لنچ پر اکٹھے تھے۔

''کیوں، مجھے کیا ہوا ہے۔۔۔؟؟؟'' اُس نے بھی معصومیت کی انتہا کر دی۔

''ایسا لگتا ہے جیسے تم سے نہیں، تمہارے جیسے کسی اور شخص سے بات کر رہا ہوں۔'' عماد نے اپنا مسئلہ بتایا۔

''اب مجھے ایسا کیا کرنا ہوگا کہ تمہیں لگے کہ میں وہی احیان ہوں۔۔۔'' اُس نے ہنوز سنجیدگی سے کہا

''کم از کم اپنی اس ''خودساختہ'' سنجیدگی کا چولا اتار کر پھینکو اور اپنے پیچھے دیکھو، پتھر کے ہو جاؤ گے۔۔۔'' عماد کے شرارتی انداز پر اُس نے فوراً مڑ کر دیکھا۔ ان سے کچھ فاصلے پر بسمہ خالد اپنے کزن عبدالرحمٰن کے ساتھ موجود تھی۔ احیان کی ساری بھوک اڑ گئی۔

''یہ کس پینڈو کے ساتھ بیٹھی ہے، جس نے جینز کے ساتھ کھیڑی چپل پہن رکھی ہے۔۔۔'' عماد نے ہلکے پھلکے انداز سے پوچھا۔

''کزن ہے اس کا۔۔۔'' احیان نے منہ بنا کر جواب دیا۔ اگلی بات وہ دانستہ چھپا گیا وہ عماد کو ہرگز نہیں بتانا چاہتا تھا کہ یہ بسمہ کا منگیتر بھی ہے۔

''شکل سے ہی خاصا شوخا اور ال مینرڈ لگ رہا ہے۔۔۔'' عماد کو نہ جانے کیوں وہ بسمہ کے کزن کی حیثیت سے بھی بالکل پسند نہیں آیا تھا۔

''تمہیں کیا۔۔۔'' احیان نے زبردستی نوالہ منہ میں ڈالا۔

''تمہیں تو پہچانتا ہوگا۔۔۔'' عماد نے اچانک پوچھا۔

''بہت اچھی طرح۔۔۔'' احیان کا حلق تک کڑوا ہوا۔

''ویسے تم نے اتنی بور جگہ پر اتنے دن گذار کیسے دیے۔۔؟؟؟'' عماد نے دلچسپی سے پوچھا۔

''خیر ایسی بھی اب کوئی بور جگہ نہیں تھی۔ اسپیشلی بسمہ کا گاؤں تو بہت خوبصورت ہے۔۔۔''

''خوبصورت لوگ جہاں پر ہوں وہ جگہ تو خود بخود اچھی لگنے لگتی ہے۔۔۔'' عماد نے اُسے چھیڑا تو اُس نے نوالہ نگلنے کے لیے پانی کا گلاس منہ سے لگالیا۔

''کہیں کوئی محبت وحبت کے جراثیم تو نہیں لگوا کر لے آئے وہاں سے۔۔۔؟؟؟'' عماد اصل بات تک پہنچ ہی گیا تھا۔

''یہ تو وائرل بیماری ہے۔ایک سے دوسرے کو لگتی ہے، مجھے لگ گئی تو کیا ہوا۔۔'' احیان اتنی آسانی سے مان جائے گا اس کا عماد کو ہرگز اندازہ نہیں تھا۔وہ فش کا ٹکڑا کانٹے پر لگائے ہکا بکا انداز سے اُسے دیکھنے لگا۔اُس کا ہاتھ فضا میں معلق تھا۔وہ بے یقینی سے اپنے بہترین دوست کا سنجیدہ سا چہرہ دیکھ رہا تھا جو اس کا سکون غارت کر کے اب اطمینان سے کھانا کھا رہا تھا۔

''تم سیریس ہو۔۔؟؟؟'' عماد نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔وہ دونوں کھانا کھا کر باہر نکل آئے تھے۔

''محبت نان سیریس لوگوں کا کام تھوڑی ہے۔۔۔'' اُس نے سی ڈیز کی ترتیب بدلنا شروع کر دی۔

''کون ہے وہ۔۔۔'' عماد کو اندازہ تو ہو رہا تھا لیکن وہ اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔

''وہی جو کمرہ عدالت میں کسی کو بات کرنے نہیں دیتی۔۔۔'' احیان نے غیر سنجیدہ انداز سے کہا۔

''فکر مت کرو، تم دونوں کی شادی ہوگئی تو وہ تمہیں گھر میں بھی نہیں بات کرنے دیا کرے گی۔'' عماد نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

''ہماری شادی نہیں ہوسکتی۔۔۔'' احیان کی بات پر عماد نے بے ساختہ بریک پر پاؤں رکھا۔گاڑی ایک دم رک گئی۔ پیچھے آنے والے بندے نے اپنی گاڑی کے ہارن پر ہاتھ رکھ کر سخت احتجاج کا اظہار کیا۔

''گاڑی تو چلاؤ یار، عین سڑک کے درمیان روک لی ہے۔۔۔'' احیان جھنجھلایا۔

''جب ایسی خوفناک باتیں کرو گے تو گاڑی کہاں چلے گی۔۔'' عماد نے طنزیہ انداز میں کہہ کر ایکسلیٹر پر پاؤں رکھا۔گاڑی اب مین روڈ پر بھاگنے لگی تھی۔

''اُس کی انگیجمنٹ ہو چکی ہے۔۔۔'' احیان نے اصل بات بتائی۔

''جب منگنی ہو رہی تھی تو تم کہاں مرے ہوئے تھے۔۔۔'' عماد کو اس پر غصہ آیا۔

''وہیں تھا۔۔۔'' اُس نے ڈھٹائی سے کہا۔

''تو اپنے منہ سے کچھ پھوٹ دیتے۔ داجی سے کہتے، وہ کچھ نہ کچھ کر لیتے۔۔۔'' عماد نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے دیکھا جو اب مجنوں بنا بیٹھا تھا۔

''داجی نے پہلے مجھ سے ہی پوچھا تھا۔۔۔'' احیان ہلکا سا شرمندہ ہوا۔ عماد نے سوالیہ نگاہوں سے اسکی طرف دیکھا۔ ''پھر۔۔۔؟؟؟''

''اُس وقت میں نے انکار کر دیا تھا۔۔۔'' احیان نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔

''تم سے مجھے سو فیصد ایسی ہی چول کی امید تھی۔۔۔'' عماد کو ایک دم ہی اُس پر غصہ آیا۔ ''پوچھ سکتا ہوں کہ اس وقت دماغ میں کون سا کیڑا حرکت فرما رہا تھا۔؟''

''داجی نے اچانک ہی پوچھا تھا، مجھے سمجھ نہیں آئی۔۔۔'' وہ سر جھکائے ایسے بچے کی طرح بولا تھا جو کلاس روم میں اپنی غلطی کے بعد کافی نادم ہو۔

''انہوں نے کون سا ڈیڑھ کا یا ڈھائی کا پہاڑا پوچھ لیا تھا جو تمہیں سمجھ نہیں آئی۔۔۔'' عماد نے غصّے میں گاڑی کی اسپیڈ کافی بڑھا دی۔

''اب تم بتاؤ، میں کیا کروں۔۔۔'' احیان نے کنکھیوں سے اُس کا خفا خفا سا چہرہ دیکھتے ہوئے آہستگی سے پوچھا۔

''کرنا کیا ہے اس کی برات پر دھمال ڈالنا، یا پھر ٹینٹ لگانا، اور دیگوں کی رکھوالی پر بیٹھنا۔۔۔'' عماد اُس پر فل ٹائم تپا ہوا تھا۔

''بکواس مت کرو۔۔'' احیان ٹھیک ٹھاک بُرا منا گیا۔ ''تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔''

''اور تم سے تمہاری رائے پوچھنا انتہائی واہیات حرکت ہے جو داجی نے کی، میں ان کی جگہ ہوتا تو رائے لینے کی بجائے اپنا فیصلہ بتاتا۔۔'' وہ گاڑی ان کے سیکٹر کی طرف موڑ چکا تھا۔

''اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔۔۔'' گاڑی ان کے گھر کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔

''اس لیے بیٹا تم بھی اپنی حسرتوں پر آنسو بہا کر سو جاؤ، صبر کا گھونٹ کتنا ہی کڑوا سہی، پینا ہی پڑتا ہے۔'' عماد نے بھی ہری جھنڈی دکھائی۔ اسی وقت احیان کے گھر کا گیٹ کھلا۔ اندر سے بسمہ کی گاڑی برآمد ہوئی، ڈرائیونگ سیٹ پر وہ خود تھی اور ساتھ اسکا کزن بیٹھا ہوا تھا۔

''خدانخواستہ اس پہاڑی بندر کے ساتھ تو نہیں اس کی منگنی ہوگئی۔۔۔'' عماد نے بالکل ٹھیک اندازہ لگایا تھا۔ بسمہ اپنی گاڑی نکال کر لے جا چکی تھی، وہ یقیناً داجی سے ملنے آئی تھی۔

''اسی کے ساتھ ہوئی ہے۔۔۔'' احیان نے افسردگی سے کہا۔

''استغفراللہ۔۔۔'' عماد کو ٹھیک ٹھاک صدمہ پہنچا۔ ''یہ کس نے اتنا بے تکا کپل زمین پر بنایا ہے، مجھے بتاؤ میں چار گولیاں تو ضرور ماروں گا اُسے۔۔''

''اُس کے خاندان والوں نے۔۔۔'' احیان نے اصل بات بتائی۔

''تو کیا یہ خود اندھی تھی، ویسے تو اتنی لمبی زبان چلتی ہے اس کی کمرہ عدالت میں۔۔'' عماد کو اب بسمہ پر غصہ آیا۔

''خاندان والوں کے سامنے کہاں لڑکیوں کی چلتی ہے۔۔۔'' احیان نے اس کی طرفداری کی۔

''یہ لڑکی نہیں چھری ہے۔۔۔ چھری۔۔۔۔'' عماد کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

''اب یہ اس بندر کو کیا داجی سے ملوانے لائی تھی۔۔۔''؟ عماد جی بھر کر بدمزا ہوا۔

''شاید۔۔۔'' احیان نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

''داجی کو میرا ایک پیغام دینا، ویسے تو وہ ساری زندگی اس کے گاڈ فادر بنے رہے، لیکن زندگی کے اتنے اہم فیصلے پر انہوں نے اپنے منہ پر مہر کیوں لگا دی۔؟''

''یہ داجی کا نہیں، اسکا اپنا فیصلہ تھا۔'' احیان نے اُسے مزید صدمے سے دوچار کیا۔

''آج مجھے یقین ہو گیا حسین لڑکیاں اپنے معاملے میں کبھی بھی ذہین نہیں ہوتیں۔۔۔'' عماد اپنی گاڑی ریورس کرتے ہوئے منہ بنا کر بولا۔

''اچھا اب مجھے اجازت دو، میں چلتا ہوں۔'' عماد اس سے الوداعی سلام دعا کر کے واپس چلا گیا۔ احیان بھی اندر اپنے کمرے کی طرف جانے کی بجائے داجی کے پورشن کی طرف آ گیا۔

''بسمہ کیا کرنے آئی تھی۔۔۔؟؟؟''اُس نے ان کا حال احوال پوچھتے ہی ڈاریکٹ سوال کیا۔داجی جو کہ اپنی اسٹڈی میں موجود تھے اور کتابوں کو ایک ترتیب سے رکھ رہے تھے انہوں نے مڑ کر احیان کا سنجیدہ انداز دیکھا۔

''ویسے ہی آئی تھی۔۔۔''داجی نے مختصراً کہا۔

''عبدالرحمٰن کو ملوانے لائی ہوگی۔۔۔''احیان نے بُرا سامنہ بنایا۔

''تمہیں کس نے بتایا۔۔''وہ مبہم سے انداز میں مسکرائے۔

''صبح سے تو وہ اُسے اپنے ساتھ لیے ایسے گھوم رہی ہے جیسے اُس کی کوئی فخریہ پیشکش ہو۔۔''اُس کے دل جلے تبصرے پر داجی کھل کر ہنسے۔

تو تمہیں کیا پرابلم ہے،اس کا منگیتر ہے وہ۔۔۔''

''ہونہہ،اس لفظ منگیتر پر ہی تو مجھے سخت اعتراض ہے۔۔۔''اُس نے دل ہی دل میں سوچا اور چپ رہا۔

''تمہاری ممی نے کوئی رشتہ دیکھا ہے تمہارے لیے۔لڑکی مجھے تو ہر لحاظ سے مناسب لگ رہی ہے ۔۔۔''داجی کی اگلی بات پر اُسے کرنٹ لگا۔

''ہرگز نہیں۔۔۔''وہ بدکا۔''ممی کی چوائس پر کم از کم مجھے تو اعتبار نہیں۔۔۔''اُس نے صاف انکار کیا۔

''تو میری چوائس کون سا تمہیں پسند آئی تھی۔۔۔''داجی کا اشارہ بسمہ کی طرف تھا،وہ بل کھا کر رہ گیا۔

''آپ نے کون سا انسانوں کی طرح پوچھا تھا مجھ سے۔۔۔''وہ جل کر بولا۔

''تو چلو تم انسانوں کی طرح جواب دے دیتے۔۔۔''داجی بھی تو اسی کے دادا تھے۔ان کی بات پر وہ ایک لمحے کو لاجواب ہوا۔

''دوبارا پوچھ لیں۔۔۔''وہ ہلکا سا رخ موڑ کر جھجک کر بولا۔

''زندگی کے بعض معاملات میں ریورس گیئر نہیں ہوتا۔اس لیے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے،کیونکہ بعض جگہیں اور بعض معاملے ایسے ہوتے ہیں جہاں ہم پیچھے نہیں پلٹ سکتے،تقدیر ہماری قسمت میں بس سیدھا چلنا لکھ دیتی ہے۔تب خود کو تقدیر کے دھارے پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔۔''داجی کا فلسفیانہ انداز اُسے بہت کچھ سمجھا گیا تھا لیکن دل کہاں ان فلسفوں کو سمجھتا ہے۔وہ اکتا کر ان کے کمرے سے نکل آیا۔عجیب سی اداسی اور بے کلی نے اس کے وجود کا حصار کر رکھا تھا۔کوئی بھی چیز دل کو اچھی نہیں لگ رہی تھی۔دل کسی ضدی بچے کی طرح ایک ہی چیز

کے لیے مچل رہا تھا۔

اگلا پورا ایک ہفتہ ان کی فیملی نے خاصا کرائسس میں گذارا۔ تایا ابا کی اکلوتی بیٹی عمارہ کا اپنے میاں سے ٹھیک ٹھاک جھگڑا ہو گیا تھا۔ اُس کے سسرال والوں نے اس کے دونوں بچے چھین کر اُسے گھر سے نکال دیا تھا۔ پورے گھر میں ٹینشن پھیلی ہوئی تھی۔ عمارہ اپنے میاں کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی لیکن بچوں کو وہ کسی بھی قیمت پر چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اُس کی اس ضد نے پورے گھر کو پریشان کر رکھا تھا۔ ہر کوئی اُسے سمجھا سمجھا کر تھک گیا تھا لیکن وہ اپنے موقف سے ایک انچ بھی ہلنے کو تیار نہیں تھی۔ اُس نے کورٹ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے ان سارے فیصلوں میں داجی اس کی مکمل اسپورٹ کر رہے تھے۔ جب کہ عمارہ کے والدین کی پوری خواہش تھی کہ کسی نہ کسی طرح مصالحت کی کوئی راہ نکل آئے۔

''تم عمارہ کو لے کر بسمہ کے آفس میں جاؤ، میری اُس سے بات ہو گئی ہے۔'' اُس دن داجی نے اُسے اپنے بیڈروم میں بلا کر حکم دیا۔

''وہ کس سلسلے میں۔۔۔؟؟؟؟'' احیان حیران ہوا۔

''وہ اُسے ٹھیک طریقے سے گائیڈ کر دے گی۔۔۔'' داجی کو بسمہ پر مکمل بھروسہ تھا۔

''اپنے لیے تو ڈھنگ کا فیصلہ نہیں کر سکتیں محترمہ، دوسروں کو کیا خاک گائیڈ کریں گی۔۔'' وہ آجکل بسمہ پر ٹھیک ٹھاک تپا ہوا تھا۔

''فضول مت بولو، ہر انسان اپنے لیے بہتر سمجھتا ہے کہ اُس نے کیا کرنا ہے۔۔۔'' داجی اس کی بات پر بُرا منا گئے۔

''عمارہ آپی کو اُس کے پاس کب لے کر چلنا ہے۔؟؟؟ احیان نے مصلحتاً بات کا رخ بدلا۔

''آج گیارہ بجے۔۔۔'' داجی نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا۔ اس وقت دن کے دس بج رہے تھے۔

''ٹھیک ہے، میں لے جاتا ہوں۔۔۔۔'' احیان سنجیدگی سے کہہ کر اپنے کمرے سے نکل گیا۔

شاور لے کر وہ نیچے آیا تو عمارہ آپی بالکل تیار بیٹھیں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ ممی اور عمارہ آپی کی والدہ ماجدہ دونوں لاؤنج میں موجود تھیں۔ ان کے تناؤ زدہ چہرے بتا رہے تھے کہ کچھ دیر پہلے یہاں خاصا زوردار قسم کا معرکہ ہوا ہے۔ مسز سجاد جو کہ عمارہ کی ماما تھیں وہ اپنی بیٹی کے کورٹ جانے کے سخت خلاف تھیں۔

''بھلا ایسے معاملات کہیں کورٹ کچہریوں میں بھی طے ہوئے ہیں ۔۔۔''مسز سجاد اُسے دیکھتے ہی ناگواری سے بُڑ بڑائیں۔

''ہم جیسے شریف لوگ،ان سے گھروں میں بیٹھ کرنہیں نبٹ سکتے۔،ماما آپ کو یہ بات سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔؟؟''عمارہ کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب تھا۔

''تو یہ بات پہلے سوچنی تھی،اُس وقت تو عشق کا بھوت سر پر سوار تھا۔۔۔''مسز سجاد نے غصّے میں اپنی بیٹی کو آئینہ دکھایا۔سب کو معلوم تھا کہ عمارہ نے اپنے کلاس فیلو سے اپنی پسند کی شادی کی تھی اور اس کے لیے گھر میں اچھا خاصا ہنگامہ بھی کھڑا کیا تھا۔

''چلو احیان۔۔۔۔''عمارہ آپی ناراض سے انداز سے کھڑی ہوئیں۔احیان نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ممی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جیٹھانی کو ٹھنڈا کریں۔

''کیسی وکیل ہے وہ لڑکی۔۔۔؟؟؟''عمارہ آپی نے گاڑی میں بیٹھتے ہی پہلا سوال کیا۔

''ٹھیک ہے۔۔۔''اُس نے سپاٹ سے انداز میں جواب دیا۔

''مجھے صرف ٹھیک قسم کی ایڈووکیٹ کو اپنا کیس نہیں دینا۔تمہیں اندازہ نہیں ہے میرے سسرال والے کتنے خرانٹ ہیں۔''عمارہ آپی ٹھیک ٹھاک بُرا منا کر بولیں۔

''فکر نہ کریں،زبان کی دھار تو اس کی بھی ایسی تیز ہے کہ آپ کے سسرال والے بھی کیا یاد کریں گے کہ کس سے پالا پڑا ہے۔''احیان،بسمہ سے جتنا بھی خفا سہی لیکن دل میں اس کی صلاحیتوں کا تو اچھا خاصا معترف تھا۔

''دا جی تو بڑی تعریفیں کرر ہے تھے۔۔۔۔''عمارہ آپی کو اچانک یاد آیا۔

''دا جی بھی تو پوری دنیا میں بس اسی ایک محترمہ کی تعریف کرتے ہیں۔۔۔''وہ بُرا سا منہ بنا کر گاڑی ایک سگنل پر کھڑی کر چکا تھا۔

''بتا رہے تھے ان کے کسی دوست کی پوتی ہے وہ۔۔۔۔''دا جی کے بیان پر اُس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

''مجھے نہیں معلوم۔۔۔''وہ صاف مکر گیا۔

''اللہ کرے کہ وہ میرے سسرال والوں کو ناکوں چنے چبوا دے کورٹ میں۔۔۔''عمارہ آپی کا غصّہ کسی طور بھی کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

''اس کی تو آپ فکر نہ کریں۔۔'' اُس نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

اگلے ہی آدھے گھنٹے میں وہ دونوں بسمہ کے آفس میں تھے۔ بسمہ کو دیکھتے ہی عمارہ آپی کو بالکل ویسا ہی جھٹکا لگا تھا جیسے پہلی ملاقات پر خود احیان کو لگا تھا۔ اُس نے شکایتی نظروں سے احیان کو دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کہ یہ چھٹانک بھر کی لڑکی میرا کیس کیا خاک لڑے گی۔

''آپ ٹینشن مت لیں داجی۔۔۔'' بسمہ سیل فون پر شاید نہیں یقیناً داجی کے ساتھ ہی بات کرنے میں مگن تھیں لیکن احیان کو اندازہ تھا کہ عمارہ آپی کو ٹھیک ٹھاک قسم کی بدہضمی ہو چکی ہے اور وہ اُس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی جب تک انہیں بسمہ کی خفیہ صلاحیتوں کا علم نہیں ہوگا۔

''آپ لوگ بات کریں، میں ایک دوست سے مل کر آتا ہوں۔۔۔'' احیان نے دانستہ دونوں کو پرائیوسی فراہم کرنے کی کوشش کی۔ جب کہ عمارہ آپی کا موڈ خراب ہو چکا تھا وہ ان کے بار بار پہلو بدلنے سے صاف پتا چل رہا تھا۔

''جلدی آجانا، مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں یہاں زیادہ دیر لگے گی۔'' عمارہ آپی نے نظروں ہی نظروں میں اُسے ایک اور پیغام دینے کی کوشش کی۔

''آپ پلیز آپی کو تفصیل سے بتا دیجئے گا کہ آپ کن کن پوائنٹس پر ان کی ہیلپ کر سکتی ہیں۔'' احیان نے اس کے آفس سے نکلتے ہوئے بسمہ کو مخاطب کیا۔

''ڈونٹ ووری۔۔۔۔ میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں، مجھے اپنا کام کیسے کرنا ہے۔۔'' وہ خاصی خود آگاہ تھی اور یہ بات کم از کم احیان کو اچھی طرح معلوم تھی۔

''او۔کے آپی۔۔۔'' احیان نے جاتے جاتے عمارہ کا بیزار سا چہرہ دیکھا۔

''جلدی آجانا۔۔'' انہوں نے پیچھے سے پھر تان لگائی۔

وہ خاموشی سے اس کے آفس سے نکل کر باہر آگیا۔ ویسے بھی اس دشمن جاں کے سامنے بیٹھنا کوئی آسان کام تھوڑی تھا۔ کچھ دیر تو وہ ریسپشن پر بنے ویٹنگ روم میں آگیا

اس کے بعد اٹھ کر باہر ٹہلنے لگا۔ موسم آج بھی غضب کا تھا۔ سیاہ بدلیاں آسمان پر محو رقص تھیں اور کسی بھی لمحے بارش کے قطرے زمین پر پہنچنے کو بے تاب تھے۔

''تو نہ سہی تیری گلی یا تیرا کوچہ ہی سہی۔۔۔'' عماد پیچھے سے آ کر اس کے کان کے پاس بولا تھا۔ وہ اچھلتے اچھلتے رہ گیا۔

''تم کیا شیطان کی طرح ہر جگہ حاضر ہو جاتے ہو۔۔۔'' احیان نے اُسے دیکھ کر مسکرا کر کہا۔ اس وقت اس کی آمد حقیقتاً اس کے لیے نعمت ثابت ہوئی تھی۔

''میری شیطانیوں کو چھوڑو، تم بسمہ خالد کے دفتر کے باہر کون سا چلہ کاٹ رہے ہو۔۔۔؟؟؟'' عماد نے اُسے چھیڑا۔

''یار عمارہ آپی کو اُس سے ملوانے لایا تھا۔۔۔'' اس نے گھبرا کر وضاحت دی۔

''کیا منگنی تڑوادی اس کی۔۔۔ بتایا ہی نہیں۔۔۔'' عماد کا شرارتی انداز اُسے زہر لگا۔

''مجھے کیا تم نے گلی محلے میں گھومنے والی پھپھا کٹنی سمجھ رکھا ہے، جو لگائی بجھائی کر کے لوگوں کے رشتے تڑواتی ہے۔'' وہ تپ کر بولا۔

''محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے جگر۔۔۔'' عماد ہنسا

''بکو مت، میں ہر چیز میں اصول، ضابطے اور اخلاقیات کی پاسداری کرنے والا انسان ہوں۔۔۔'' احیان نے اُسے یاد دلایا۔

''پھر کس خوشی میں محبوب کی گلی کی اینٹیں گھسائی جا رہی ہیں۔۔۔۔''؟ عماد کو نہ جانے کیوں یقین نہیں آ رہا تھا۔

''عمارہ آپی کا اپنے سسرال والوں سے اچھا خاصا جھگڑا ہو گیا ہے، بچوں کی کسٹڈی کا معاملہ ہے، وہی ڈسکس کرنے آئیں ہیں وہ۔۔۔'' احیان نے سنجیدگی سے جواب دیا تو عماد کی غیر سنجیدگی ابھی بھی کم نہیں ہوئی۔

''جس رفتار سے تمہارے خاندان والوں کو قانونی مسائل سے واسطہ پڑ رہا ہے، تمہارا اس موقعے پر فرض بنتا ہے کسی ایڈووکیٹ لڑکی سے شادی کر کے ان کو ایسے مسائل سے نجات دلاؤ۔۔۔۔'' عماد نے ہنستے ہنستے مشورہ دیا۔

''تم کس خوشی میں یہاں مٹر گشت کر رہے ہو۔۔۔'' احیان نے اس کی بات سنی ان سنی کر دی۔

''میں تو انکل مرتضیٰ قریشی سے ملنے آیا تھا یہاں۔۔۔'' عماد نے اپنے فادر کے قریبی دوست کا حوالہ دیا۔

''جیسے ہی گاڑی سے نکلا تو نظر تم پر پڑ گئی۔''

''آفس میں کون ہے۔۔۔؟؟؟'' احیان نے سنجیدگی سے پوچھا۔
''ذین العابدین ہے، دیکھ لے گا سب کچھ۔۔۔'' عماد نے اپنے اسسٹنٹ کا نام لے کر تسلی دی۔
''ہاں تم اپنے دورے جاری رکھو۔۔۔۔'' احیان نے طنزیہ نگاہوں سے اس کی تیاری دیکھی۔ براؤن پینٹ کوٹ میں وہ اچھا خاصا جچ رہا تھا۔

''تمہیں پتا تو ہے زیادہ دیر میں کسی کمرے میں بند رہوں تو مجھے مرگی کا دورہ پڑنے لگتا ہے۔۔۔'' عماد نے شوخ نظروں سے اپنے دوست کو دیکھا جو خاصی بیزار سی شکل بنائے کھڑا تھا۔ ''ویسے تمہاری شکل پر سوا بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں۔۔''

''اس لیے کہ اس وقت سوا بارہ بجے کا ہی ٹائم ہے۔۔۔'' احیان نے رسٹ واچ سے ٹائم دیکھا۔ عمارہ آپی کو پورا ایک گھنٹہ ہو چکا تھا بسمہ کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے اور ابھی تک ان کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔
''انکل مرتضی کے پاس ایک ایک کپ کافی کا نہ ہو جائے۔۔۔'' عماد نے اُسے آفر کی تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔
اسی وقت عمارہ آپی کی بجائے بسمہ کا نمبر اس کے سیل فون پر ظاہر ہوا۔ احیان کو حیرانگی ہوئی۔
''جی۔۔۔۔'' اُس نے فوراً سیل فون کان کے ساتھ لگایا۔
''عمارہ آپی، آپکا ویٹ کر رہی ہیں۔۔۔'' اُس کی آواز کی کھنک سے احیان کو اندازہ ہوا کہ ملاقات خاصی اچھی رہی ہے۔

''ان کے سیل فون کی بیٹری ختم ہے۔ اس لیے میں کال کر رہی ہوں۔۔۔'' اُس نے فوراً ہی وضاحت دی تو احیان نے مسکرا کر فون بند کر دیا۔
''ایسا کون سا اسم پھونک دیا ہے اُس نے، جو چہرے پر اتنی لالیاں بکھر گئی ہیں تمہارے۔۔۔''
''تم کتنا فضول بولتے ہو عماد۔۔۔'' احیان نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔
''فضول نہیں سچ بولتا ہوں۔۔۔۔'' عماد نے فوراً ہی تصحیح کی۔
''خیر اپنی شکل گم کرو، میں عمارہ آپی کو چھوڑ کر آفس آ رہا ہوں، تم بھی یہ میل ملاقاتیں کر کے فوراً پہنچو۔۔۔'' احیان نے بسمہ کے آفس کی طرف مڑتے ہوئے عماد کو کہا تو وہ بُری بُری سی شکلیں بناتا ہوا اپنے انکل کے آفس کی طرف مڑ گیا۔

''یہ لڑکی تو ٹھیک ٹھاک قسم کی وکیل ہے، میں نے تو اس کے بارے میں بڑا غلط اندازہ لگایا تھا ۔۔۔'' عمارہ آپی نے گاڑی میں بیٹھتے ہی بے تکلفی سے تبصرہ کیا۔

''ہماری کمپنی کو ناکوں چنے چبوا دیے تھے محترمہ نے۔۔۔'' احیان نے مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی۔

''پتا چلا تھا مجھے۔۔۔'' عمارہ آپی کی بات پر احیان کو جھٹکا لگا۔ ''اُس نے یہ بات بھی بتا دی، بہت ہی شوخی واقع ہوئی ہے۔'' احیان کو غصہ آیا۔

''اُس نے نہیں، داجی نے بتایا تھا مجھے۔۔۔'' عمارہ نے گھبرا کر وضاحت دی۔

''یہ داجی بھی بعض دفعہ حد ہی کر دیتے ہیں، اب بھلا یہ بات بتانے کی کوئی تک بنتی ہے۔'' وہ دل ہی دل میں بُری طرح کھول کر رہ گیا۔

''کافی سارے کامیاب کیسز اس کے کریڈٹ پر ہیں۔۔۔۔'' عمارہ آپی اُس سے اچھی خاصی متاثر ہو چکی تھیں۔

''شکل سے تو بالکل بھی نہیں لگتی کہ وکیل ہے۔'' انھوں نے مزید تبصرہ کیا۔

''اچھی خاصی خرانٹ قسم کی وکیل ہے۔۔۔'' احیان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''خرانٹ تو خیر کہیں سے بھی نہیں لگتی، اچھی خاصی کیوٹ اور اسٹائلش سی لڑکی ہے۔'' عمارہ آپی کی بات پر وہ بے ساختہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

''تم نے اس کا پرپوزل کیوں ریجیکٹ کر دیا تھا۔'' عمارہ آپی کی اگلی بات پر احیان کو چار سو بیس واٹ کا کرنٹ لگا۔ اُس نے فوراً گاڑی ایک سائیڈ پر کھڑی کر لی۔

''آپ کو کس نے کہا۔۔۔؟؟؟'' وہ بوکھلایا۔

''داجی نے۔۔۔'' عمارہ کی بات پر اُسے اس دفعہ آگ ہی تو لگ گئی تھی۔

''اچھی خاصی لڑکی تھی مجھے تو بہت پسند آئی ہے۔۔۔'' عمارہ کی تعریفیں اس کا دل جلا کر رہ گئیں۔

''داجی نے ایسے ہی بے وقوف بنایا ہے آپکو۔'' وہ بُرا مان کر بولا۔

''وہی ناں، میں بھی حیران تھی کہ ایسی لڑکی کے لیے کوئی عقل کا اندھا ہی انکار کر سکتا ہے۔'' عمارہ آپی کی بات پر اُس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ ویسے بھی عمارہ آپی کے ساتھ اس کی کتنی بھی بے تکلفی سہی لیکن اصل بات

ان کو بتانے کی وہ غلطی نہیں کر سکتا تھا۔

''حد ہوتی ہے ویسے ہر بات کی داجی، لیکن افسوس صد افسوس، آپ بعض دفعہ ساری ہی حدوں کو کراس کر جاتے ہیں۔'' وہ گھر پہنچتے ہی ان سے لڑنے کے لیے ان کے بیڈروم میں پہنچ گیا جبکہ داجی بڑے مزے سے بیٹھے حلیم کھا رہے تھے۔

''تو کیا تم نے انکار نہیں کیا تھا۔۔۔؟؟؟'' انہوں نے اپنی پلیٹ میں لیموں نچوڑ کر مزے سے اس کی طرف دیکھا۔۔

''یہ بات عمارہ آپی کو بتانی ضروری تھی کیا۔۔۔؟؟؟'' وہ غصے سے اٹھ کر ٹہلنے لگا۔

''میں نے تو یونہی اسکی تعریف کی تھی تو وہ کہنے لگی کہ اتنی اچھی ہے تو احیان کی شادی کر دیں اس سے۔۔'' داجی اب گود میں ٹرے رکھے آرام سے حلیم کھاتے ہوئے

اصل بات پر روشنی ڈالتے ہوئے بولے۔

''اور آپ نے سارا مدعا میرے سر پر ڈال دیا۔۔۔'' وہ جھنجھلایا۔

''جسکی غلطی تھی اُسی پر ڈالوں گا۔۔۔'' وہ ایک اور لیموں اپنی پلیٹ میں نچوڑتے ہوئے اطمینان سے بولے۔

''ویسے اس عمر میں جیسی حرکتیں آپ کر رہے ہیں خاصی مہنگی پڑ سکتی ہیں۔'' احیان نے لیموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یاد دلایا کہ کھٹائی ان کے گلے کے لیے کتنی مضر ہو سکتی ہے۔

''میری حرکتوں کو چھوڑو، تم اپنی طرف دھیان دو۔۔۔'' داجی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

''اصل میں تو آپ خود ہی نہیں چاہتے تھے کہ میری شادی بسمہ کے ساتھ ہو۔'' اُس نے ٹھیک ٹھاک قسم کا داجی پر الزام لگایا۔ وہ گلاس منہ سے ہٹانا بھول گئے۔

''مطلب۔۔۔؟؟'' انہوں نے بھنویں اچکا کر اپنے سب سے لاڈلے پوتے کو دیکھا، جو آجکل خاصا اکتایا ہوا پھرتا تھا۔

''مطلب یہ کہ اگر آپ کو اس پرپوزل پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تو آپ ممی یا ڈیڈی سے ڈائریکٹ بات کرتے۔۔'' وہ کھڑکی کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔

''اچھا۔۔۔پھر۔۔۔؟؟؟'' داجی نے خود پر ضبط کرتے ہوئے بمشکل پوچھا۔

''اُس کے بعد مجھ سے پوچھتے ،آپ نے تو ڈائریکٹ گن پوائنٹ رکھ کر پوچھنا شروع کر دیا تھا۔۔'' اُس نے کھڑکی کا پردہ ہٹایا۔روشنی کا ایک سمندر اندر امنڈ آیا۔

''برخوردار، یہ تم کسے ماموں بنا رہے ہو مجھے یا خود کو۔۔۔؟؟؟'' داجی کے طنزیہ انداز پر وہ گھبرا کر پلٹا۔

''اب کس بات پر بار بار پچھتا رہے ہو۔۔۔؟؟؟'' انہوں نے تھانیداروں کے اسٹائل میں اُسے گھورا۔

''میں تو ویسے ہی ایک جنرل سی بات کر رہا تھا۔۔'' احیان ان کے سامنے زیادہ دیر تک جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

''تو ایک جنرل سی بات میری بھی سن لو۔۔۔'' انہوں نے حلیم والا باؤل ناراضگی سے سائیڈ میز پر رکھا۔''بسمہ کی کوئی منگنی شگنی نہیں ہوئی تھی عبدالرحمٰن کے ساتھ۔''

''کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟'' احیان کو شاک لگا۔

''اُس نے اُس دن تمہارا انکار خود اپنے کانوں سے سنا تھا۔۔۔'' احیان کو ایسے لگا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں ڈال دیا ہو۔

''وہ تو محض اپنی عزت نفس کو بچانے کے لیے ایسا کہہ رہی تھی ،ورنہ اُسے بھی معلوم ہے عبدالرحمٰن جیسا ایف اے فیل لڑکا اُسے کہاں سوٹ کرتا ہے۔'' داجی نے ایک اور راز فاش کیا۔

''ویسے بھی عبدالرحمٰن تو خود اپنی خالہ کی بیٹی کو پسند کرتا ہے اور اس نے خود ہی اپنے والد کے سامنے انکار کر دیا تھا۔'' داجی نے ایک اور اندر کی بات بتائی۔

''پھر۔۔۔''؟؟؟ وہ بے تابی سے ان کے پاس آن بیٹھا۔

''میں نے اُس دن تمہارے لیے بات کی تھی اُس سے۔جب وہ اپنے کزن کے ساتھ مجھ سے ملنے آئی تھی۔'' داجی کی بات پر اس کی سانس اٹکی۔

''پھر۔۔۔؟؟؟'' وہ عجلت بھرے انداز سے گویا ہوا۔

''اُس نے صاف انکار کر دیا۔۔۔'' داجی کی بات پر اس کے دماغ میں ایک زلزلہ سا آیا۔

''کیوں۔۔۔؟؟؟ مجھ میں کون سے ایسے کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔۔۔'' احیان کو اپنی انسلٹ محسوس ہوئی۔

''پتا نہیں۔۔۔'' داجی نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔''وہ کہہ رہی تھی کہ تمہارا پرپوزل اُسے اپنے لیے مناسب نہیں لگا۔۔'' داجی کی بات پراحیان کو لگا جیسے کمرے کی چھت اُس کے سر پر آن گری ہو۔

''سمجھتی کیا ہے وہ خود کو۔۔۔'' وہ مشتعل سے انداز سے کھڑا ہوا۔

''ٹیک اٹ ایزی، اُس نے تو ایسا کوئی شور نہیں مچایا تھا جب تم نے اس کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے تھے۔'' داجی نے اُسے یاد دلایا۔

''وہ ہمارے گھر میں آ کر آپ کے سامنے انکار کر گئی اور آپ نے کچھ نہیں کہا۔۔'' وہ ناراض ہوا۔

''جب تم نے اُس کے گھر میں بیٹھ کر اُس کے لیے انکار کیا تھا تو میں نے تمہیں بھی کچھ ایسا خاص نہیں کہا تھا۔'' داجی نے اُسے آئینہ دکھایا تو وہ ایک دم شرمندہ سا ہو گیا۔

''اگر تم کہو تو میں دوبارا اُس سے بات کر سکتا ہوں۔۔۔'' داجی نے کچھ سوچ کر احیان کا مایوس چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہرگز نہیں۔۔۔'' اُس نے صاف انکار کیا۔

''اب ایسی بھی کوئی میری جان نہیں نکل رہی۔۔۔'' وہ جھنجھلا کر پاؤں پٹختا ہوا کمرے سے نکل آیا۔ ساری دوپہر اُس نے جلتے اور کڑھتے ہوئے گذاری۔

''وہ کیسے اس طرح مجھے مسترد کر سکتی ہے۔۔''اس سوچ نے اس کا سارا سکون ختم کر دیا تھا۔

''اب پتا چلا کہ کسی کو جب ریجیکٹ کیا جائے تو اسے کتنا دکھ ہوتا ہے۔'' اُس کا ضمیر اُس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

''لیکن۔۔۔ میں تو۔۔۔'' اسکی زبان لڑکھڑائی۔

''تم دنیا کے ہر بندے کے سامنے جھوٹ بول سکتے ہو لیکن اپنے ضمیر کے سامنے نہیں۔۔'' وہ آئینے کے سامنے کھڑا خود کو یہ سمجھا رہا تھا۔

''ویسے یار اُس نے کی تمہارے ساتھ خوب ہے۔۔۔'' شام کو وہ کلب میں عماد کے سامنے سارا دکھڑا سنا رہا تھا۔ پوری بات سنتے ہی عماد نے ہنستے ہوئے اُسے چھیڑا۔

''دیکھ لوں گا میں اُسے۔۔۔'' وہ سلگ کر بولا۔

''ویسے آجکل تو اُسے داؤد ابراہیم دیکھ رہا ہے اور خوب دیکھ رہا ہے۔۔۔۔'' عماد نے اُسے مزید چڑایا۔

''داؤد ابراہیم۔۔۔؟؟؟ یہ کیا چیز ہے۔۔۔؟؟؟'' احیان حیران ہوا۔

''خاصے کی چیز ہے۔ باہر سے پڑھ کر آیا ہے، ابھی ابھی اس کا چیمبر جوائن کیا ہے۔'' عماد کی معلومات ہمیشہ اپ ٹو ڈیٹ رہتی تھیں۔

''تمہیں کس نے بتایا۔۔۔؟؟؟'' احیان کو نہ جانے کیوں بسمہ پر سخت غصہ آیا۔

''لو آجکل ہر جگہ تو وہ اکٹھے پائے جاتے ہیں، کبھی نیشنل لائبریری، کبھی پریس گیلری میں تو کبھی گولف کلب۔۔۔'' عماد اس کے ساتھ بیڈمنٹن کورٹ کی طرف نکل آیا۔

''میں نے تو نہیں دیکھا انہیں۔۔۔'' احیان کو یقین نہیں آ رہا تھا۔

''تو اب دیکھ لو۔۔۔'' عماد ہنس کر بولا۔

''کہاں۔۔۔؟؟؟'' احیان نے حیرانگی سے دائیں بائیں دیکھا۔

''اپنے سامنے، سلور گرے ہنڈا سٹی میں۔۔۔'' عماد کی بات پر احیان نے کلب کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوتی گاڑی کو دیکھا۔ بسمہ ایک ہینڈسم سے لڑکے کے ساتھ گاڑی میں موجود تھی۔

''دل کر رہا ہے اسی ریکٹ سے سر توڑ دوں اس کمینے کا۔۔۔'' احیان جل کر بولا تو عماد نے دل کھول کر قہقہہ لگایا۔

''اُس کے ساتھ گیم کر لو، ایک آدھ شٹل منہ پر مار کر حسرت پوری کر لینا۔'' عماد نے مفت مشورہ دیا۔

''تو تم گھیر کر لے آؤ ناں اُسے۔۔۔۔'' احیان نے مذاق میں کہا، لیکن اُسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کی بات اتنی جلدی پوری ہو جائے گی۔

''ہاں بھئی عماد ایک آدھ گیم ہو جائے۔۔۔'' بسمہ کچھ دیر بعد ان کے بیڈمنٹن کورٹ میں تھی۔ داؤد ابراہیم ان دونوں سے ہاتھ ملا کر مل رہا تھا۔

''میرا تو کوئی خاص موڈ نہیں۔۔۔۔'' عماد نے صاف انکار کیا۔

''اس کا مطلب ہے آج بھی گیم کے لیے کوئی بندہ نہیں ملے گا'' داؤد تھوڑا سا مایوس ہوا۔

''احیان تم کھیل لو ناں، تمہارا تو موڈ تھا ناں کھیلنے کا۔۔'' عماد کا ذومعنی انداز احیان کو اچھی طرح سمجھ میں آ گیا تھا۔ وہ اس کی کمینگی پر صرف مسکرا ہی سکتا تھا۔

''اوہ شیور۔۔۔وائے ناٹ۔۔۔'' داؤد، بسمہ کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔احیان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

دونوں کچھ دیر بعد کورٹ میں تھے۔احیان کو کچھ ہی لمحوں کے بعد اندازہ ہو گیا تھا کہ داؤد ابراہیم اچھا خاصا کھلاڑی ہے اور اسے ہرانا اتنا آسان نہیں۔احیان نے ایک راؤنڈ تو اُسے ہرا دیا تھا لیکن داؤد ابراہیم اگلے دو راؤنڈ بہت آسانی سے اُس سے جیت چکا تھا۔اُس کی سروس بہت شارپ تھی اور اُس نے احیان کو خوب پورے بیڈمنٹن کورٹ میں گھمایا تھا۔اُس کی جیت پر بسمہ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

''تم بہت اچھا کھیلے ہو۔۔۔۔'' میچ کے بعد داؤد نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے تسلی دی۔

''نہیں، میں آج بہت بُرا کھیلا ہوں۔۔۔'' وہ ٹاول سے پسینہ خشک کرتے ہوئے صاف گوئی سے بولا۔

''اچھا، مجھے ایسا محسوس نہیں ہوا۔۔۔'' داؤد کے چہرے پر بڑی دوستانہ سی مسکراہٹ تھی۔

''اس لیے کہ تم خود اچھا کھیل رہے تھے۔۔۔۔'' احیان نے کھل کر اُسے سراہا۔احیان کے کمنٹ پر بسمہ کے چہرے پر بڑی بے ساختہ سی مسکراہٹ پھیلی۔

''نیکسٹ ٹائم تم حساب پورا کر دینا۔۔۔'' داؤد نے سادہ سے انداز سے کہا لیکن احیان کو یہ جملہ خاصا چبھا تھا۔

''ڈونٹ دوری، میں زیادہ دیر تک کسی کا قرض اپنے سر پر رکھنے کا عادی نہیں ہوں۔۔۔'' اُس نے زبردستی مسکراتے ہوئے اس سے دوبارا ہاتھ ملایا اور عماد کیساتھ پارکنگ کی طرف چل پڑا۔اُسے حد درجہ شرمندگی ہو رہی تھی۔

''تم تو اس کے سامنے بالکل اناڑیوں کی طرح کھیل رہے تھے۔۔۔'' عماد کو اس کی ہار پر بہت غصہ تھا۔

''میں آوٹ آف پریکٹس تھا۔۔۔'' اُس نے شرمندگی سے وضاحت دی۔

''بندہ جتنا بھی آوٹ آف پریکٹس ہو، اس طرح آسانی سے ہار تھوڑی تسلیم کرتا ہے، جس طرح تم نے کی۔۔۔'' عماد نے ناگوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا جواب'' بھی بسمہ اور داؤد پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔دونوں سوئمنگ پول کے پاس رکھی چیئرز پر بیٹھے جوس پی رہے تھے۔

آئی ایم سوری یار۔۔۔'' احیان نے خلاف توقع بہت آسانی سے اپنی غلطی مان لی تھی۔

''ہار اور جیت زندگی کا حصہ ہے، لیکن بغیر لڑے کسی کو ٹرافی کا حقدار بنا دینا کسی بھی لحاظ سے عقلمندی نہیں۔۔۔'' عماد نے طنزیہ لہجے میں بہت کچھ اُس پر جتا دیا تھا۔

''یہ داود ابراہیم کی اتنی جلدی کیسے بسمہ کے ساتھ فرینڈ شپ ہو گئی۔''احیان کے دماغ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

''کہیں یہی سوچتے سوچتے تو نہیں تم ہار بیٹھے۔۔۔؟؟؟''عماد نے طنزیہ نگاہوں سے اپنے بہترین دوست کو دیکھا جو اُسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

''دماغ تو میرا ویسے وہیں اٹکا ہوا تھا۔۔۔''وہ پھیکے سے انداز سے مسکرایا۔

''یار دونوں کلاس فیلو رہے ہیں، پھر داوٗد ابراہیم، فاروق صاحب کا بھتیجا ہے جن کے چیمبر میں بسمہ کام کر رہی ہے۔۔۔''عماد نے تفصیل سے بتایا۔

''اوہ تبھی۔۔۔۔''احیان کو کچھ تسلی ہوئی۔

''آجکل دونوں مل کر ناصر سنز والوں کا مشہور زمانہ کیس بھی لڑ رہے ہیں۔۔۔''عماد نے اُسے مزید بتایا تو احیان چپ رہا۔

''عمارہ آپی کے کیس کا کیا بنا۔۔۔''؟؟؟عماد کو اچانک یاد آیا۔

''کل دوبارا پیشی ہے۔پہلی ہیرنگ میں تو بسمہ نے خاصے چھکے چھڑا دیے تھے عمارہ آپی کی سسرال والوں کے۔۔۔''احیان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''پھر تو عمارہ آپی فین بن گئیں ہونگیں بسمہ خالد کی۔۔۔''عماد مسکرایا۔

''ایسی ویسی۔۔۔۔ہر وقت گھر میں بسمہ نامہ چل رہا ہے آجکل۔۔۔''احیان اپنی گاڑی کے پاس آ کر رک گیا تھا۔

''تمہیں تو پھر خوب مرچیں لگتی ہونگیں۔۔۔''عماد نے اُسے چھیڑا۔

''ہاں پہلی دفعہ احساس ہوا کہ انسان جلد بازی میں کتنے احمقانہ فیصلے کر جاتا ہے اور بعد میں ساری زندگی پچھتاتا ہے۔''اُس نے ریموٹ سے اپنی گاڑی کے دروازے کھولے۔عماد آہستگی سے اُس کے پاس آیا۔

''ایک بات کہوں اگر تم بُرا نہ مانو تو۔۔۔؟؟؟''

''بُرا مان بھی لوں تو کون سا تم پر کچھ اثر ہوگا۔''احیان نے اُسے چھیڑا، جو اس وقت خاصے سیریس انداز میں اُس کے پاس کھڑا تھا،اُس نے گھما کر ایک جھانپڑ احیان کے کندھے پر رسید کیا۔

''ہاں بولو۔۔۔۔'' احیان نے اپنا کندھا مسلتے ہوئے منہ بنایا۔

''مجھے لگتا ہے یہ بسمہ تمہیں پسند کرتی ہے۔۔۔'' عماد کی بات پر احیان نے اس طرح سے دیکھا جیسے اس نے اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ سنا دیا ہو۔

''ہاں تبھی داؤد ابراہیم کے کندھے سے لٹکتی پھر رہی ہے۔'' احیان کے چڑنے پر وہ بے اختیار ہنسا۔

''مجھے لگتا ہے تمہیں چڑانے کے لیے ہی پھر رہی ہے۔۔۔'' عماد نے اس کی بات کی تائید کی تو اُسے بالکل بھی یقین نہیں آیا تھا۔ وہ رات اُس نے سخت ٹینشن میں گزاری تھی۔ بسمہ اور داؤد کے چہرے بار بار اُسے اپنا منہ چڑاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ بار بار وہ اٹھ کر بیٹھ جاتا اور کبھی ٹہلنے لگتا۔ محبت اُسے جی بھر کر خوار کر رہی تھی۔ وہ تنگ آ کر لان کی طرف نکل آیا۔ رات کے دو بج رہے تھے۔

وہ لان میں رکھی کرسی پر بیٹھا آسمان پر موجود تنہا چاند کو دیکھ رہا تھا جب داجی نے اُسے اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی سے دیکھا اور باہر نکل آئے۔

''کتنے ستارے گن لیے برخوردار۔۔۔؟؟؟'' وہ اُس کے پاس آ کر آہستگی سے بولے۔

''ارے آپ۔۔۔۔'' وہ بوکھلا کر کھڑا ہوا۔

''کوئی مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟؟؟'' انہوں نے بغور اس کا افسردہ سا چہرہ دیکھا۔

''ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔'' وہ صاف مکر گیا۔

''میرا خیال ہے تم نے بسمہ والی بات کو سر پر سوار کر لیا ہے۔۔۔'' ان کے بالکل ٹھیک اندازے پر وہ بوکھلایا۔

''جی نہیں۔۔۔ آپ غلط سوچ رہے ہیں۔۔۔'' وہ یہ بات مر کر بھی ان کے سامنے نہیں مان سکتا تھا۔

''تو پھر راتوں کی نیندیں کیوں اڑی ہوئی ہیں تمہاری۔۔۔؟؟؟'' آگے بھی داجی ہی تھے۔

''وہ تو ویسے ہی آج کافی کے دو کپ پی لیے تھے میں نے۔۔۔'' اُس نے دانستہ لاپرواہ انداز اپنایا۔

''خواتین کی طرح بات بات پر غلط بیانی کرنے سے اچھا ہے ڈائریکٹ اس کے ساتھ جا کر بات کرو، جس کی وجہ سے تمہارا دن کا سکون اور رات کی نیند حرام ہو چکی ہے۔'' داجی اپنی بات کہہ کر رکے نہیں اور لان سے نکل گئے، لیکن احیان کو سوچنے کے لیے ٹھیک ٹھاک نکتہ دے گئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں بسمہ سے بات کرنے کا مکمل ارادہ کر چکا تھا۔

''دیکھا آپ نے کیسے میرے سسرال والے ناک رگڑ رہے ہیں آجکل۔۔۔'' صبح ناشتے کی میز پر عمارہ آپی نے فخریہ انداز میں سب کو اطلاع دی۔احیان اور داجی سمیت سبھی لوگ ڈائننگ روم میں موجود تھے۔

''دعائیں دو اپنی وکیل کو۔۔۔'' مسز سجاد نے ٹوسٹ پر جیم لگاتے ہوئے اپنی بیٹی کو یاد دلایا۔

''دعائیں تو میں داجی کو دے رہی ہوں جنھوں نے یہ گوہر نایاب چھپا کر رکھا ہوا تھا اپنے پاس۔۔۔'' عمارہ آج بہت خوش تھی۔

''بابا کس کی بیٹی ہے یہ بسمہ خالد۔۔۔''؟ سجاد صاحب نے چونک کر داجی کو مخاطب کیا تو احیان نے گھبرا کر ان کا پر سکون چہرہ دیکھا۔

''تمہاری فیکٹری میں کوئی ورکر تھے خالد صاحب،ان کی اکلوتی بیٹی ہے،ماں باپ کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔۔۔'' داجی نے آج سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

''اچھا۔۔۔؟؟؟ مجھے تو یاد نہیں۔۔۔'' سجاد صاحب نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

''آپ کیسے جانتے ہیں اُسے۔۔۔'' سجاد صاحب کے اگلے سوال پر وہ ہلکا سا گڑبڑائے۔

''اس کا دادا میرا بہت اچھا دوست تھا۔۔۔'' انہوں نے مصلحتاً جھوٹ بولا۔

''اسکا مطلب ہے کہ اس کی فیملی تو خاصی اسٹیبلش ہوگی۔۔۔'' سجاد صاحب کو نہ جانے کیوں بسمہ میں بیٹھے بیٹھائے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

''ہاں،لیکن بعد میں کافی حالات خراب ہو گئے تھے ان کے۔۔۔'' داجی نے بات سنبھالی۔

''مراد تم ملے ہو اُس سے۔۔۔''؟ سجاد صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی مراد صاحب کو مخاطب کیا۔جو احیان کے والد تھے۔

''جی بھائی جان،میری بھی کل ملاقات ہوئی ہے اُس سے۔خاصی لائق بچی ہے۔ناصر سنز والوں کا کیس بھی وہی ہینڈل کر رہی ہے۔'مراد صاحب نے توصیفی لہجے میں جواب دیا تو داجی نے بطور خاص جتاتی ہوئی نگاہوں سے احیان کو دیکھا۔

''مجھے تو احیان کے لیے بہت اچھی لگی تھی۔۔۔'' مسز مراد نے بھی اچانک گفتگو میں حصہ لیا۔سب ان کی بات پر چونک گئے۔

''اچھی لگی تھی تو بات کرلیتیں۔۔۔'' مراد صاحب نے سنجیدہ انداز میں کہا تو احیان کے ساتھ ساتھ داجی کو بھی جھٹکا لگا۔

''داجی نے بات کی تھی لیکن شاید احیان کو پسند نہیں آئی۔۔۔'' عمارہ آپی بے دھڑک انداز میں گویا ہوئیں۔

''اچھی خاصی تو بچی ہے، کیا کمی ہے اس میں۔۔۔''؟ مسز مراد نے ناک چڑھا کر اپنے سب سے لاڈلے بیٹے کو دیکھا۔

''میں نے کب کہا ایسا۔۔۔'' وہ بھی صاف مکر گیا۔ جب ان سب کو کوئی اعتراض نظر نہیں آرہا تھا تو وہ کیوں اس بات کو مانتا۔

''خاصا برائیٹ فیوچر ہے اس کا۔ عباسی صاحب بھی تعریف کر رہے تھے۔۔۔'' مراد صاحب نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے احیان کو سنایا۔

''مان جاؤ، احیان ابھی بھی وقت ہے۔۔۔'' وہ باہر نکل رہا تھا جب اس نے عمارہ آپی کا یہ جملہ سنا۔

''فی الحال تو آپ مان جائیں، آپ کے سسرال والے خاصی منتیں کر رہے ہیں آپ کی۔۔۔'' اُس نے بھی سنجیدگی سے مشورہ دیا اور گھر سے نکل گیا۔

''بات تو سولہ آنے درست کر کے گیا ہے احیان۔۔۔'' مسز سجاد نے بھی ناراض نظروں سے اپنی لاڈلی بیٹی کو دیکھا۔

''ایسے ہی منہ اٹھا کر مان جاؤں کیا۔۔۔'' وہ چڑ کر بولیں۔ ''کچھ اپنی شرائط مان کر ہی جاؤں گی اب۔۔۔'' عمارہ آپی نے جھنجھلا کر اپنی والدہ کا چہرہ دیکھا، جن کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہاتھ پکڑ کر اُسے، اسکے سسرال والوں کے گھر چھوڑ آئیں۔

احیان دل ہی دل میں کڑھتا ہوا اپنے آفس پہنچا تو پتا چلا کہ عماد آج بھی غیر حاضر تھا۔ وہ دل ہی دل میں اچھا خاصا بیزار ہوا۔ آفس کے کافی سارے معاملات نبٹاتے ہوئے شام کے چھ بج چکے تھے۔ وہ بُری طرح سے تھک چکا تھا۔

''احیان کہاں ہو تم۔۔۔؟؟'' ساڑھے چھ بجے مراد صاحب کی کال آئی۔ وہ خاصے بوکھلائے ہوئے تھے۔

''آفس میں۔۔۔''

''فوراً شفاء پہنچو، بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔'' ڈیڈی کی اطلاع نے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ

لی۔اگلے پچیس منٹ میں وہ شفاء میں تھا۔داجی کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔سب گھر والے وہیں تھے۔

''داجی از ناٹ فائن۔۔۔''اُس نے پتا نہیں کیا سوچ کر بسمہ کو ٹیکسٹ کیا۔اگلے ہی لمحے اس کی کال آ گئی۔وہ سخت گھبرائی ہوئی اور پریشان تھی۔

''وہ آئی سی یو میں ہیں۔۔۔''اُس نے افسردہ سے انداز سے اطلاع دی۔ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد وہ حواس باختہ انداز سے ہوسپٹل میں تھی اور اُسے دھواں دھار انداز میں روتے دیکھ کر سارا خاندان پریشان تھا۔

''داجی کے ساتھ اسکی بہت اٹیچ منٹ ہے۔۔۔''احیان نے مسز مراد کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

''تبھی اکثر ان سے ملنے کے لیے آتی تھی۔۔''مسز مراد نے رسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے لاپرواہی سے جواب دیا۔رات کے بارہ بج رہے تھے۔

''بسمہ تم اپنی گاڑی پر آئی ہو کیا۔۔۔؟؟؟''عمارہ نے اچانک پوچھا۔

''نہیں،میرے ایک کولیگ ڈراپ کر کے گئے ہیں۔''اُس نے ٹشو سے آنکھیں صاف کرتے ہوئے افسردگی سے جواب دیا۔

''احیان تم بسمہ کو اس کے گھر چھوڑ آؤ،ٹائم بہت ہو رہا ہے۔''مسز مراد کے فکرمند انداز پر احیان نے اثبات میں سر ہلایا۔داجی کی طبعیت خاصی سنبھل چکی تھی اس لیے سب گھر والے اب مطمئن تھے۔

''چلیں۔۔۔؟''احیان نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا،بسمہ کا دل تو نہیں کر رہا تھا،لیکن اس طرح پورے خاندان کی موجودگی میں یہاں کھڑے ہونا بھی اُسے مناسب نہیں لگ رہا تھا۔کچھ لمحے سوچ کر وہ احیان کے ساتھ چل پڑی۔

''داجی سے اتنی محبت تھی تو ان کی بات کیوں نہیں مانی۔۔۔''اُسکی مسلسل سوں سوں سے تنگ آ کر احیان نے ناراضگی سے کہا،وہ بے آواز رو رہی تھی لیکن بار بار وہ جب ٹشو سے ناک اور آنکھیں صاف کرتی تو احیان کو غصہ آ جاتا۔بھلا اس طرح رونے کی کیا تک بنتی ہے۔

''کیا بات نہیں مانی۔۔۔؟؟؟''اُس نے اپنی سرخ آنکھوں سے باقاعدہ احیان کو گھورا۔

''میرے پرپوزل سے انکار داؤ ابراہیم کی وجہ سے کیا تھا ناں تم نے۔۔؟؟؟''احیان کی بات پر اُسے کرنٹ لگا۔

''داؤد ابراہیم کا نکاح ہو چکا ہے اسکی کزن کے ساتھ اور وہ بھی اس کی مکمل رضامندی اور خواہش سے۔۔۔'' وہ چڑ کر بولی۔

''تو تم بھی کرلو اپنی مکمل رضامندی اور خواہش سے۔۔۔'' احیان نے ہلکے پھلکے انداز سے اُسے چھیڑا۔

''شرم آنی چاہیے آپ کو، داجی آئی سی یو میں ہیں اور آپ ایسی باتیں کررہے ہیں۔۔۔'' اُس نے غصّے سے ٹشو رول پورا ہی اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔

''تمہاری انہی باتوں کی وجہ سے وہ وہاں پہنچے ہیں، پتا ہے تمہارے انکار سے وہ کتنا ہرٹ ہوئے تھے۔'' احیان نے سراسر جھوٹ بولا۔

''اور جو خود آپ نے انکار کیا تھا، اُس پر تو بہت خوش ہوئے ہونگے وہ۔۔۔'' بسمہ طنزیہ انداز سے گویا ہوئی۔

''میں نے ان حالات میں وہ پرپوزل مناسب نہیں سمجھا تھا، لیکن داجی میری بات کا غلط مطلب لے گئے'' احیان نے سیاست دانوں کی طرح اپنے بیان میں حسب ضرورت تبدیلی کی۔

''کیوں اب حالات بدل گئے ہیں کیا۔۔۔؟؟'' وہ ناراضگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

''اب اردگرد کے حالات ہی نہیں دل کی دنیا بھی بدل گئی ہے۔'' وہ ہلکا سا شوخ ہوا تو وہ گھبرا سی گئی۔

''آپ چاہتے کیا ہیں اب۔۔۔؟؟؟'' وہ ہلکا سا کھڑکی کی طرف رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔

''تمہیں۔۔۔'' وہ ہنسا

''کل کو پھر حالات بدل جائیں گے تو ساتھ ہی آپ کے مزاج کے رنگ ڈھنگ بھی بدل جائیں گے۔'' اُس کو منانا کوئی آسان کام تھوڑا تھا۔

''میرا دل ہے کوئی محکمہ موسمیات والوں کا دفتر نہیں، جہاں ہر وقت موسموں کے بدلنے کی اطلاعات آتی رہیں۔'' وہ ٹھیک ٹھاک منہ بنا کر بولا تھا۔ بسمہ کو ہنسی آگئی۔ وہ مزید پھیل کر بیٹھ گیا اور گاڑی کی اسپیڈ آہستہ کردی۔

''چلو چھوڑو سارا غصہ، لڑنے کو ساری زندگی پڑی ہے۔ بس دونوں زندگی کے سفر میں ساتھ چلتے ہیں'' اُس نے سنجیدہ بات انتہائی غیر سنجیدہ انداز سے کہی تھی۔

''جس رفتار سے آپ گاڑی چلارہے ہیں، مجھے اندازہ ہوگیا ہے زندگی کا سفر آپ کے ساتھ کیسا گذرے گا۔'' وہ ہنسی۔

''تم ہاں تو کرو، ابھی گاڑی اڑاتا ہوا دوبارہ دادا جی کے پاس لے جاؤں گا۔اب تو سارے گھر والے ہوسپٹل سے جا چکے ہونگے۔'' احیان کا موڈ اچھا خاصا خوشگوار ہو چکا تھا۔ وہ بات بے بات مسکرا رہا تھا۔

''جانے سے پہلے پٹرول ضرور ڈلوا لیجئے گا، کیونکہ میرا دھکا لگانے کا کوئی موڈ نہیں۔'' بسمہ نے مسکرا کر اسکا دھیان پٹرول کی سوئی کی طرف دلایا۔گاڑی جھٹکا لگا کر رک چکی تھی۔بسمہ کھلکھلا کر ہنسی اور احیان نے چونک کر دیکھا۔گاڑی کا ریزرو پٹرول ختم ہو چکا تھا لیکن اُسے اپنی خوشگوار زندگی گذارنے کے لیے محبت کے جس تیل کی ضرورت تھی وہ اُسے بسمہ کی طرف سے اشارہ مل چکا تھا۔اب زندگی کی گاڑی کو ان دونوں نے مل کر چلانا تھا۔